ولتکن منکم امۃ یدعون

الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر

واولئک ھم المفلحون

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۲ء

۹ نمبر

رسالہ

تشحیذ الاذہان

صاحبزادہ مرزا

اسسٹنٹ ایڈیٹر . . . . قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

عوام سے دو روپے (عہ) طلباء سے ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

غیر ممالک سے عہ (دو روپے آٹھ آنہ) لی جاتی ہے

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے باہتمام مینیجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپا اور چوہدری عبد السلام کے حکم سے شائع ہوا

فہرست معاونین تشحیذ رحمہم اللہ

۱- چوہدری چھجو خان صاحب ریٹنج آفیسر گوں   ۲ خریدار   تین روپے سالانہ

۲- امام خان صاحب چھاونی جالندھر   ۱ خریدار

۳- برادر محمد سعید صاحب عزیز ہوس   ۱ خریدار

۴- مولوی عبد القادر منصوران   ۱ خریدار

۵- امام علیخان صاحب راجپورہ بٹالہ   ۱ خریدار

۶- پیراندتہ لوٹا مریالہ

۷- (شکریہ) ہم شیخ عبد العزیز صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے [illegible] اعانت تشحیذ میں عنایت فرمائے ہیں۔

۸- بابو وزیر خان صاحب سب اورسیر   صر اعانت

۹- جناب شاہ سرن صاحب بنارس   صہ   ״

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تہائی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اور ضمیمہ جو رسالہ کی تقطیع پر مطابق قواعد ڈاکخانہ وغیرہ ہو۔ دو ورق تک اسکی تقسیم کروائی ۲؍ فی صدی ہوگی۔ اور از بٹالہ تا قادیان عہ؍ علیحدہ اور اس سے زیادہ کے لیئے ۴؍ فیصدی پر دو ورق پر زاید اور بالمقطع ۱۲۰۰ تعداد اشاعت جب تک رسالہ ایک پیسہ کے ٹکٹ میں جاسکے عنہ نوٹ اشتہار کا مضمون پہلے دیکھکر منظوری دیجائیگی مینجر کو اختیار ہوگا جب چاہے کوئی اشتہار بند کرکے بقیہ قیمت واپس کردے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۲ء نمبر ۹

کیا اسلام شخصی مذہب ہے؟

آریہ مسافر ماہ جولائی ۱۹۱۲ء میں منجملہ دیگر مزخرفات کے ایک یہ بات بھی ہے کہ اسلام ایک شخصی مذہب ہے۔ اور آریہ سماج ہی ایسا مذہب ہے جو شخصی نہیں۔ میں نہیں سمجھتا شخصی سے ایڈیٹر صاحب کی کیا مراد ہے۔ جبکہ سب آریہ سوامی دیانند کا ساختہ پرداختہ منظور کرتے ہیں۔ انکی کتاب ستیارتھ پرکاش پر ایسا ہی عمل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اور مذہب کے لوگ اپنی اپنی الہامی کتاب پر۔ جو سوامی دیانند کی کسی بات پر اعتراض کرے یا اسکی کتاب کو غیر معتبر ٹھہرائے۔ اسے آریہ سماج سے خارج سمجھتے ہیں۔ چنانچہ دھرمپال کی تازہ مثال موجود ہے۔ اور پھر ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کئے جاتے ہیں کہ آریہ سماج شخصی مذہب نہیں۔ برخلاف اسکے اسلام کو خوب غور کر کے دیکھ لو۔ کہ وہ شخصی مذہب نہیں۔ اسلام تو فرمانبرداری کا نام ہے۔ فرمانبرداری کس کی اپنے خالق اپنے مالک اپنے رازق کی اب اسکے احکام جو مانیگا۔ وہ مُسلِم کہلائیگا۔ لیکن اسکے احکام کا علم جس مقدس انسان کی معرفت ہوتا ہے۔ اسکے تقدس و تطہر و مرسل ہونے پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ یہ شخصی

کہ جب تک اسکے مامور و امین و مزکّی و مطہّر ہونے پر ایمان نہیں ہوگا۔ یہ کسطرح یقین آئیگا۔ کہ یہ حکم اللہ تعالے کا بھیجا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ کہنے کی اسی واسطے ضرورت ہے۔ کہ اول تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا کما ھو باسمائہ و صفاتہٖ علم جس مقدس انسان کی معرفت ہوا۔ اسکا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ پھر چونکہ انسان نمونے کا بڑا محتاج ہے اور اسکے لئے ایک مزکّی نفس کی ضرورت ہے۔ جو اسوۂ حسنہ قائم کرے اسلئے محمدؐ رسول اللہ کہنا بہت ضروری ہے۔ گویا جب لا الٰہ الا اللہ کہا جاتا ہے۔ تو اسکے ساتھ یہ بھی یاد کر لیا جاتا ہے۔ کہ اللہ ہی کو معبود و محبوب و مقصود سمجھنے والا ایک کامل انسان ہو چکا ہے۔ جس کے نقش قدم پر چل کر ہم بھی نجات پا سکتے ہیں۔ اور ہم پر اسلیئے اسکا اتباع فرض ہے۔ کہ وہ اللہ کا رسول اللہ کا فرستادہ تھا۔ تا ہمیں اس ذات والاصفات کا پتہ دے۔ جو تمام دینی و دنیوی سکھوں کا سرچشمہ ہے۔ پھر لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کہنے کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ آپکی ذات بابرکات نے تمام ان کمالات کو اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔ جو ایک انسان دینی دنیوی ترقیات کے لحاظ سے اپنے اندر جمع کر سکتا ہے۔ اور آپکی تعلیم میں وہ تمام صداقتیں جو مختلف مذاہب میں پائی جاتی ہیں سب کی سب من وعن موجود ہیں۔ اسلیئے بھی لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ کا اقرار ایمان مکمل کرنے کے لیئے ضروری الاظہار ہے۔ اب اس سے کوئی یہ سمجھ لے۔ کہ اسلام کوئی شخصی مذہب ہے تو وہ اسلام کی حقیقت سے ناآشنا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان محمد نام ہونیکی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ ایمان اس جہت سے ہے۔ کہ وہ اللہ کا فرستادہ ہے۔ اسکے احکام کا مبلّغ اور اسکی مرضی کو دنیا والوں پر ظاہر کرنیوالا اور اسکی نجات کے طریقوں پر آگاہی دینے والا۔ یہ اعتراض کہ پھر لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ ہی کیوں کہا جاتا ہے حالانکہ الٰہی حکم کے مبلغ تو بہت سے وجود باجود ہیں بہت سے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ جیسا میں پہلے بھی بتا چکا ہوں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور تمام راستبازوں کی بتائی ہوئی صداقتوں کو یکجا کر کے لانیوالے تھے۔ اسلیئے جو محمد رسول اللہ کہتا ہے۔ وہ دوسرے لفظوں میں تمام ماموروں پر جو آچکے یا آنے والے ہیں۔ ایمان لاتا ہے۔ میرے اس قول کی تشریح قرآن مجید کی دوسری آیات سے ہوتی ہے کہ مسلم کا عقیدہ دیگر راستبازوں

کی نسبت کیا ہونا چاہیئے۔ سنیئے ارشاد ہوتا ہو۔ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (آل عمران ع ۹)

ترجمہ یعنی تم کہو۔ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُسپر جو ہم پر اُتارا گیا۔ اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسکی اولاد پر اُتارا گیا۔ اور جو موسیٰ و عیسیٰ کو دیا گیا۔ اور جو دوسرے راستبازوں کو اپنے رب کے حکم سے دیا گیا۔ ہم کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسکے فرمانبردار ہیں۔ اور جو اس اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہیگا۔ تو اس سے قبول نہ کیا جاویگا۔ اور ہم اسکے فرمانبردار ہیں۔ اب آپ ہی انصاف فرمایئے۔ کیا اس آیت کو پڑھکر کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اسلام شخصی مذہب ہے۔ کیا اس میں ایک ہی شخص کا نام ہے۔ بلکہ اس میں تو تمام مذاہب کے صادق و راستباز پیشوا اور اُن پر اترے ہوئے کلام پر ایمان لانا مسلم کا فرض قرار دیا گیا ہے اور فرمایا ہے۔ کہ جو اس اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے۔ وہ آخرۃ میں نقصان اٹھائیگا۔ ایک مسلم کا جہاں یہ فرض ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کو اللہ کا کلام مانے۔ وہاں اسکے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس کلام پر بھی ایمان لائے جو دیگر راستبازوں پر نازل ہوا۔ خواہ وہ راستباز عرب یا شام کے ہوں یا ہند کے خواہ انکی کتاب کا نام ژندوستا ہے۔ خواہ صحائف ابراہیم۔ مسلم کے لیئے تو وید میں جو کلام الٰہی ہے۔ اسپر بھی ایمان ضروری ہے۔ پس آپ ہم مسلمونکو نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم شخصی مذہب کے پابند ہیں۔ بلکہ شخصی مذہب تو آپ کا ہی کہ جو کچھہ دیانند کے سوا ہے۔ وہ سب جھوٹ ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ جو کچھہ وید کے چار رشیوں کے سوا ہے وہ جھوٹ ہے۔ ہم تو نہ صرف پچھلے راستبازوں اور ماموروں پر ایمان لاتے اور انکے بتائے ہوئے الٰہی حکموں کو مانتے ہیں۔ بلکہ آیندہ قیامت تک آنیوالوں راستبازوں اور ماموروں پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ آپ اگر

صرف دیانند کا ساختہ پرداختہ یا چار ویدوں کے رشیوں پر خدا کا کلام نازل ہونا مان لیں۔ تو آپ کے لیئے کافی ہو مگر ہمارے لیئے صرف اتنا کافی نہیں۔ کہ ہم صرف محمد مصطفٰے کو اللہ کا رسول مان لیں۔ اور اس سے پہلے کل یا بعض نبیوں کا انکار کر دیں۔ یا اسکے بعد آنیوالے مامورونکو نہ مانیں۔ بلکہ مسلم کہلا نیکے مستحق ہم جبھی ہونگے۔ کہ تمام راستبازوں اور مرسلوں اور ماموروں پر ایمان لائیں۔ اور کلمہ طیبہ میں صرف **محمد رسول اللہ** کہنا اسلیئے کافی ہے۔ کہ محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات تمام گزرے ہوئے انبیاء کے کمالات کی جامع ہے۔ اور تمام آیندہ آنیوالے راستبازوں کا منبع و سرچشمہ ہے۔ چنانچہ اسی لیئے آپ کی شان میں مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آیا ہے۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور انبیاء کے کمالات آپ پر ختم ہوتے ہیں۔ اور آیندہ کے لیئے انبیاء کی خاتم یعنی مہر ہیں۔ اب آپ ہی کی مہر سے نبی آئینگے پس مہاشہ صاحب یہ وجہ ہے۔ کہ ہم لوگ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کہتے ہیں۔ اس سے شخصیت پرستی نہیں نکلتی۔ بلکہ جیسا کہ میں سمجھا ہوں۔ محمد رسول اللہ کہنے میں تمام گذشتہ اور آیندہ راستبازونکا اقرار آجاتا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے۔ کہ پ ۱ ع ۱۶ میں قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ؁ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا آیا ہے۔ یعنے مسلمان بننے کے لیے ضروری ہے۔ کہ تمام راستبازوں کو خواہ دنیا کے کسی حصہ میں ہوں مانیں۔ اور ان میں فرق نہ ہو۔ اور دوسری طرف ہمارے امام ہمام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۳۰ میں لکھدیا ہے۔ کہ **محمدی** سے مراد وہی ہے۔ جو مجھ پر بھی ایمان لائے۔ اور میری جماعت سے کہلائے۔ اصل عبارت یہ ہے پھر مجھ کو خدائے عزوجل مذکورہ بالا وحی میں مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ تو خوشی اور نشاط کی چال سے زمین پر چل کہ اب تیرا وقت

نزدیک آگیا۔ اور محمدیوں کا پاؤں ایک بہت بلند اور محکم منار پر پڑ گیا۔ محمدیوں کے لفظ سے مراد اس سلسلہ کے مسلمان ہیں۔ ورنہ بموجب خدا تعالےٰ کی پیشگوئی کے جو براہین احمدیہ میں شایع ہو چکی ہے دوسرے فرقے جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ روز بروز تنزل پذیر ہونگے۔ ایسا ہی وہ فرقے جو اسلام سے باہر ہیں" یہ دونوں حوالے نص صریح ہیں اسبات پر کہ ہم باوجود محمدی کہلانے کے شخصی مذہب نہیں رکھتے یعنی بقول آپکے صرف کسی زندہ یا مردہ شخص پر ایمان لانے ہی میں نجات نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم تو تمام گذشتہ و آیندہ راستبازوں اور ان پر اترے ہوئے حکموں کو مانتے ہیں۔ اور ماننے کے لیئے تیار ہیں۔ پھر صرف زبان سے ہی نہیں مانتے۔ بلکہ ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اور پھر باوجود اسکے خدا کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نجات خدا کے فضل اور اسکے جاذب **ایمان و عمل** پر موقوف سمجھتے ہیں۔ نہ کہ کسی مردہ شخص کو صرف مان لینے پر۔ اور ہمارے نبی اکرم صلعم تو زندہ نبی ہیں۔ کیونکہ ہر زمانے میں آپ کے نمونے خدا تعالےٰ بھیجتا رہتا ہے جو فرمانبرداری واطاعت احکام الٰہیہ میں لوگوں کے لیئے ایک اسوہ حسنہ ہوتے ہیں چنانچہ اس زمانے میں بھی آپ کی روح و قوت میں ایک آیات اللہ سنانے والا۔ ان پر عمل سکھلانیوالا تزکیہ نفوس کر کے دکھلانیوالا آیا۔ اور اسنے ثابت کیا۔ کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے اور اسلام ہی وہ مذہب ہے جو آدم کیوقت سے چلا آتا ہے۔ اور قیامت تک چلا جائیگا۔ اور اسلام ہی وہ مذہب ہے جسکو ماننے سے کسی راستباز کا انکار نہیں کرنا پڑتا۔ خوب غور کر لو۔ کہ اگر کوئی مسلم خدانخواستہ آریہ ہو۔ تو اسے تمام راستباز ماموروں سے بیزاری اور انکار کا اظہار کرنا پڑیگا۔ اور صرف دیانند کو ماننا ہوگا۔ کہ جو کچھ اس نے ویدوں کے معنے بتلائے وہ ٹھیک باقی سب غلط بہ اسلیئے کہ آریہ مذہب ایک شخصی مذہب ہے برخلاف اسکے اگر کوئی عیسائی یا آریہ مسلم ہو یا کوئی سنی یا شیعہ احمدی اور سچا مسلم ہے تو اسے اپنے کسی ایسے معتقد اکو جیسے منجانب اللہ مامور و مرسل ہونیکا سچا دعوی ہو یا جو ولی اللہ ہو۔ اس سے تغار یا عناد کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اسلام شخصی مذہب نہیں۔ بلکہ اس میں سب راستبازوں اور سب مذاہب حقہ کے مقتداؤں کے ماننے کا حکم ہے۔ ہاں یہ ایک اعتراض بھی ہو سکتا ہے۔ کہ

جب مسلمان سب راستبازوں کی تعلیم کو مانتے ہیں۔ تو پھر انجیل یا وید پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ سو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ ہم عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی تعریف میں فیہا کتبٌ قیمۃ آیا ہے۔ اور وہ تمام صداقتوں کا جامع ہے۔ دوسری کتابیں باوجود مرور زمانہ و تغیر حالات انسانی قابل اعتبار نہیں ہیں اسلیئے صرف اس کتاب پر عمل جس میں انکی تمام صداقتیں جمع ہیں۔ اور جس کی شان میں مصدقاً لما معکم آیا ہے۔ کافی ہے۔ یہانتک تو مینے آپکے مسلمات کی بنا پر بحث کی۔ اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ آریہ سماج کیوں شخصی مذہب نہیں۔ کیا اسے ایک شخص سوامی دیانند نام نے منعقد نہیں کیا۔ اگر یہ عذر ہے۔ کہ ہم اسے غلطی سے پاک نہیں جانتے۔ اور اگر کوئی بات غلط ثابت ہو جائے۔ تو ہم ماننے کو تیار ہیں۔ تو میں کہتا ہوں۔ کوئی مثال تو پیش کرو۔ کہ تمنے دیانند کی بات کو غلط قرار دیا ہو۔ بلکہ ہم تو اسکے برخلاف دیکھتے ہیں۔ کہ ایک حیا سوز مسئلہ نیوگ کے متعلق بھی تم لوگ اپنی اخلاقی جرأت سے کام لیکر انکار نہیں کر سکتے۔ بلکہ اسکے بودی اور کمزور دلیلیں پیش کرنے سے نہیں چوکتے۔ حالانکہ تمہارے ضمیر تمہارے کانشنس اسے قبیح سمجھتے ہونگے۔ اور کوئی تم میں سے نہیں جو اسپر خوشدلی سے عمل کرنے کو طیار ہو۔ اور ہم جو محمد رسول اللہ کی اتباع کرتے ہیں۔ تو اسکے رسول ہونیکی حیثیت سے اور چونکہ وہ احکام الہی کے مبلغ ہیں۔ اور اللہ تعالے جو خالق فطرت انسانی ہے۔ احکام دینے میں غلطی نہیں کرتا۔ اسلیئے ہم محمد مصطفےٰ کو بھی کسی صورت میں غلطی پر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ تو صرف دین پہنچانے والے ہیں۔ کیا تم وید کے کسی حکم کو غلط کہتے ہو۔ جب نہیں تو ہم قرآن مجید کے احکام کو کسطرح غلط کہدیں۔ جب کہ وہ خدا کا کلام ہے۔

رعایت کتب ۔ اس رسالہ کیساتھ جو ہمنے بیش قیمت کتب کی قیمت میں غیر معمولی رعایت کردی ہے۔ احباب اس سے فائدہ اٹھائیں اور دوسرے دوستوں کو بھی اطلاع کردیں کیونکہ یہ موقعہ۔

بقایا داراں توجہ کریں نہایت ضروری ہے۔ کہ جن اصحاب نے تاحال سنہ ۱۲ء کا چندہ رسالہ تشحیذ الاذہان ادا نہیں کیا وہ جلد اپنا حساب بیباق کریں۔ — مینیجر

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

مصیبت پر مصیبت زلزلہ پر زلزلہ بلا پر بلا نازل ہو رہی ہے۔ مگر ابھی بہت سے لوگ ہیں جو غفلت کی نیند سو رہے ہیں اور مزے سے خرانٹے لے رہے ہیں۔ انکے سر میں دماغ۔ دماغ میں عقل ہے۔ مگر وہ اس سے کام نہیں لیتے اور یہ نہیں سوچتے کہ آخر کائنات عالم میں یہ غیر معمولی تغیر و تبدل یہ ہلاچلی کیوں ہے۔ کیوں ایک شور محشر برپا ہے۔ کیوں عذاب پر عذاب نازل ہو رہا ہے۔ اس سوال پر سب سے زیادہ غور کرنیکا حق مسلمانوں کو پہنچتا تھا کیونکہ انکا وصف قرآن مجید میں آیا ہے وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط لیکن بڑے تعجب بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ سب سے زیادہ غافل مدعیان اسلام ہی ہیں۔ انکی پاک کتاب میں سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا۔ آخری زمانے کی خبر دیتی ہے۔ اور بتا رہی ہے کہ اسوقت يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ پے در پے زلزلوں کے آنے سے زمین کا نپنے والی بنجائیگی (کی ماتحت زلزلہ پر زلزلہ آئیگا۔ مصیبت پر مصیبت نازل ہوگی۔ یہانتک کہ انسان گھبرا کر پکار اٹھیگا۔ مالها اسے کیا ہوگیا۔ مگر ان کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی زلزلے نہ صرف اپنی ظاہری صورت میں آرہے ہیں۔ بلکہ ہر رنگ میں انکا قصر استقامت ہلایا گیا ہے کہ کسی صورت سے یہ بیدار ہوں اور کچھ سنبھلیں۔ طرابلس میں جو ہنگامہ رستخیز ہے۔ اسے کس مسلم کا دل محسوس نہیں کرتا۔ مراکو میں جو قیامت برپا ہے اسے کون نہیں جانتا۔ خود ایوان حکمت ترکی میں جو زلزل ہے۔ اسے سنکر کس مسلمان کے دل پر چوٹ نہیں لگتی۔ ایران کا تباہی خیز منظر کسکو خون کے آنسو نہیں رلاتا۔ یہ سب کچھ تو ہے۔ لیکن جو ان تباہیوں ان بربادیوں کا اصل موجب ہے اسپر کیوں غور نہیں کیا جاتا۔ میں ناظرین کے افادہ کے لیے چند باتیں اپنے بھائیوں کے سامنے

پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ خدا ترس دل اسپر غور کرنیکے لئے کچھ وقت دے سکیں۔ تو میں تہ دل سے اخلاص کے ساتھ جزاہم اللہ احسن الجزا کہتا ہوں۔

زلزلہ کی نسبت انجیل میں پیشگوئی

متی باب ۲۴ آیت ۳ تا ۱۰ تک پڑھ جائے

"اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا۔ اسکے شاگردوں نے خلوت میں اس پاس آکر کہا ہم سے کہہ کہ یہ کب ہو گا۔ اور تیرے آنے اور زمانہ کے آخر ہونیکا نشان کیا ہے۔ تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا۔ خبردار تمہیں کوئی گمراہ نہ کرے × × × قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آئیگی۔ اور کال اور مری پڑیگی۔ اور جگہ جگہ بھونچال آوینگے۔ یہ سب کچھ مصیبتوں کا شروع ہے۔ تب وے تمہیں اذیت میں ڈال دینگے۔ اور تمہیں مار ڈالینگے۔ اور میرے نام کے سبب سب قوم تم سے کینہ رکھیگی۔ اسوقت بہتیرے ٹھوکر کھائینگے"

موجودہ زمانے کے واقعات لڑائی پر لڑائی جنگ پر جنگ۔ چڑھائی پر چڑھائی۔ پھر محنت وسرمایہ کی کشمکش۔ قحط اور طاعون کی خوفناک تباہی ایکطرف رکھیے۔ اور ان چند سالوں میں جسقدر بھونچال آئے ہیں۔ اور انھوں نے جو بربادیاں ڈھائی ہیں۔ ایک طرف رکھیے۔ دوسری طرف اس پیشگوئی کے الفاظ تو آپ پکار اٹھینگے۔ کہ واقعی وہ یہی زمانہ ہے۔ اور ضرور ہے کہ مسیح دوبارہ نازل ہو چکا ہو۔ اور اسکے سچے متبعوں سے صرف مسیح موعود کے نام کی وجہ سے قوم کینہ رکھے اور بڑے بڑے علماء و فضلاء انکی وجہ سے ٹھوکر کھا رہے۔ اور اذیت دینے پر تلے بیٹھے ہوں۔ کوئی رشد والا ہے۔ کوئی سعادتمند ہے۔ جو سوچے غور کرے۔ اور حق پر پہنچ جائے۔

زلزلہ کی نسبت قرآن میں پیشگوئی

پھر انہی زلزلوں اور ان زلزلوں میں سے ایک خوفناک زلزلہ کی پیشگوئی قرآن مجید میں موجود ہے۔ جیساکہ میں پہلے سورہ الزلزال کو پیش کر چکا۔ پھر سورۃ النازعات میں یوم ترجف الراجفۃ تتبعھا الرادفہ میں بتایا ہے۔ کہ ایک بہت بڑا زلزلہ آئیگا۔ اسکے بعد پے در پے زلزلے

آئینگے۔ اور سورہ حج کے ابتدا میں اس قیامت کے زلزلے کا ذکر فرمایا جس کا نمونہ اس دنیا میں مسیح کے وقت دکھانا تھا۔ اور میں آپ کو مختلف شہادتوں سے یہ دکھا سکتا ہوں۔ کہ تمام مذاہب کے بڑے بڑے لوگوں نے تسلیم کرلیا۔ کہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ قیامت کا زلزلہ تھا۔

زلزلہ کی پیشگوئی مسیح موعود کی زبان سے

جب دنیا میں فسق و فجور کا زور ہوگیا۔ کفر و طغیان بڑھ گیا۔ ظلمت چھا گئی۔ تو سنت اللہ کے مطابق بدر نبوت نے مشرق سے طلوع کیا۔ تا اس رات پر ظلمات میں روشنی دے۔ جب تاریکی کے فرزندوں نے اسکا مقابلہ کیا۔ اور اس ناصح کی باتوں کا ٹھٹھا اڑایا۔ اور اسپر قسم قسم کے عیب لگائے۔ تو خدا کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس نے اپنے مامور کی زبانی یہ پیشگوئی شایع کرائی جو براہین احمدیہ ۵۵۷ میں درج ہے۔

"میں اپنی چمکار دکھاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم اجگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیوں کی طرح صبر کر فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا"

آخری الفاظ میں صاف بتادیا ہے۔ کہ ان زور آور حملوں میں سے جن سے خدا کے مامور کی سچائی ظاہر ہوگی۔ ایک وہ تجلی الہی ہے۔ جو پہاڑ پر ہوگی۔ اور وہ ریزہ ریزہ ہوجائیگا یعنی زلزلہ

دوسری پیشگوئی

پھر اسی براہین کے صفحہ ۵۱۶ میں ہے۔

"فبراہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا الیس اللہ بکاف عبدہ۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا واللہ موھن کید الکافرین"

جس سے ظاہر ہے۔ کہ خدا اپنے بندہ کو تہمتوں اور بہتانوں سے بری کردیگا۔ جو اس پر لگائے جائینگے۔ کیونکہ خدا خود اپنے بندہ کے لیئے کافی ہے۔ وہ پہاڑ پر ایک تجلی کریگا۔ اسے پارہ پارہ

کردیگا۔ اور کفار کے مکروں کو سست کردیگا۔

تیسری پیشگوئی مندرجہ بالا ۱۸۸۶ء کا مذکور ہے پھر ۱۹۰۱ء کو ایک نظم لکھی۔ اس میں اپنی پیشگوئی کو یاد دلایا۔ اور ان ہیبت ناک رعشہ انگیز الفاظ میں سنایا

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت ٭ دکھاؤ جلد تر صدق و انابت

کھڑی ہے سر پر ایسی ایک ساعت ٭ کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت

مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

سبحان اللہ والحمد للہ۔ ماموروں کی ذات بابرکات بھی کیا رحیم و کریم ہوتی ہے۔ اپنے ستانے والوں اپنے پر عیب لگانے والوں اپنے ایذا دینے والوں پر عذاب آنیوالا ہے۔ اور انہی کو بار بار خبر دیتے ہیں۔ کہ دیکھو سنبھل جاؤ باز آؤ ٹھٹھا نہ کرو گالیاں نہ دو جھوٹی تہمتیں نہ لگاؤ۔ شوخی شرارت چھوڑ دو۔ دنیا پرستی اور عیش و عشرت سے منہ موڑ لو۔

چوتھی پیشگوئی اسپر ایک سال گزرتا ہے۔ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ خدا سے نہیں ڈرتے۔ خدا کا مامور خدا کا نبی دردمند دل سے یہ دعا کرتا ہے جو مواہب الرحمٰن صفحہ ۸۲ پر مرقوم ہے۔

"یا سماءُ لم لا تنشق لجسارتھم۔ ویا ارض لم لا تتزلزل

لجریمتھم انھم رفعوا الویتہ المجد والفخار والعز لعیسٰی

وما ابقوا شیئاً لسیدنا المصطفٰی

یعنے اے آسمان تو انکی دلیری پر کیوں پھٹ نہیں پڑتا۔ اور اے زمین تو انکے اس جرمیہ پر زلزلہ کیوں نہیں لاتی۔ ان کمبختوں نے بزرگی فخر اور عزت کا جھنڈا عیسٰی کے لیئے بلند کیا۔ اور سیدنا المصطفٰے کے لیئے کچھ نہ چھوڑا۔

پھر صفحہ ۸۶ پر دعا کی قبولیت میں یہ پیشگوئی فرماتے ہیں کہ

فاختار اللہ لھذا الزمان لتنبیہ الغافلین نوعاً من

العذاب وھو مایخرج من السماء لا مایخرج من
القراب فالقی الرعب فی القلوب مرۃ بالطاعون
المقعص البتار وطوراً بزلازل سجرت لھا
جدران الدیار واخریٰ بطوفانٍ ناری انشقت
بہ الجبال وارتجت بہ البحار"

ترجمہ۔ اس زمانے میں غافلوں کی تنبیہ کے لیئے ایک طرح کا عذاب پسند فرمایا۔ جو آسمان سے نازل ہو نہ کہ نیام سے نکلے۔ پس کچھ تو ہلاک کرنیوالے تباہی ڈھانے والے طاعون کے حملے اور کچھ زلزلے جن سے سب ممالک کی دیواریں گریں۔ اور کچھ آگ کے طوفان جن سے پہاڑ پھٹ پڑیں۔ اور سمندر طوفان اٹھائیں۔

پانچویں پیشگوئی سنہ ۱۹۰۱ء بھی گزرا سنہ ۱۹۰۲ء بھی گزرا۔ مگر خلقت کی غفلت کا وہی حال ہے اور سب سے بڑھکر غفلت تو ان کی ہے۔ جو مامور کے قرب وجوار میں ہیں اسلئے سنہ ۱۹۰۳ء میں صاف لفظوں میں خدا کا کلام خبر دیتا ہے۔

زلزلہ کا دھکا

یہ الہام الحکم ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵ کالم ۲ میں درج ہے

چھٹی پیشگوئی پھر سنہ ۱۹۰۴ء میں یہ جتانے کے لیئے کہ زلزلہ کا دھکا معمولی دھکا نہیں بلکہ وہ تباہ کردینے والا ہے۔ اس دھکا سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور عمارتیں گر جائینگی۔ اور نابود ہو جائینگی۔ خدا کے نبی پر جو کلام نازل ہوا۔ وہ بدر ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵ کالم ۲ اور اخبار الحکم مورخہ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۴ء جلد ۸ کالم ۴ میں درج ہے۔ اور اسکے الفاظ یہ ہیں۔

"عفت الدیار محلھا ومقامھا"

اس میں بوپار پر جو ال ہے۔ وہ بتارہا ہے۔ کہ ایک خاص حصہ ملک تباہ ہوگا نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی۔ نہ عارضی سکونت اور عفت سے ظاہر ہے۔ کہ وہ حصہ ملک ناپدید ہوگا اس الہام

پر بعض نادانوں نے اعتراض بھی کیا۔ کہ یہ کسی شاعر کا مصرعہ ہے۔ وہ نہیں جانتے۔ کہ شاعر نے گذشتہ واقعہ کا ذکر کیا۔ اور خدا کا کلام آیندہ واقعہ کی خبر دے رہا ہے پھر کہا کہ یہ صیغہ ماضی ہے حالانکہ پیشگوئی بالجزم واقعہ ہونیوالی بصیغہ ماضی بیان کی جاتی ہے۔ اور قرآن مجید میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں مثلاً (۱) و نفخ فی الصّور (۲) اذ قال اللّٰہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس (۳) و نادیٰ اصحٰب الجنۃ اصحٰب النار۔ پھر کہا کہ زلزلے آیا ہی کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہ خیال کیا۔ کہ دنیا میں کونسا واقعہ ہے۔ جس کی نظیر پہلے نہ ملے۔ اور پھر اس زلزلے کی نسبت تو وہ خود مانتے ہیں۔ کہ اس ملک میں دو ہزار برس سے ایسا کوئی زلزلہ نہ آیا تھا چنانچہ سول ملٹری گزٹ میں بڑی تحقیق کے بعد یہ شایع ہوا۔ کہ ہندوؤں کا مندر جو کانگڑا کے زلزلے سے نابود ہوگیا۔ وہ ہزار برس سے چلا آتا تھا۔

ساتویں پیشگوئی جب اس پر بھی بہت کم روحیں خدا کی طرف متوجہ ہوئیں۔ تو خدا کے مرسل نے ۲۷۔ فروری ۱۹۰۵ء کو الوصیۃ کے نام سے ایک آخری اشتہار شایع کیا۔ اور اس میں اپنی اس الہام کی تشریح فرمائی۔

۲۶۔ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو جسکی صبح کو ۲۷۔ فروری ۱۹۰۵ء تھی۔

میں نے بطور کشف دیکھا۔ کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے

میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا۔ کہ موتا موتی لگ رہی ہے۔ اور مجھے دکھایا گیا۔ کہ ملک

عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے۔ نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی۔ نہ عارضی سکونت مقاموں پر

اور عارضی سکونت گاہوں پر آفت آئیگی"۔

اس سے بڑھکر کیا تبلیغ ہو سکتی تھی۔ جو خدا کا مامور فرماتا

آٹھویں پیشگوئی پھر ۱۹۔ مارچ ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا۔ کہ

"مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائیگا"

نویں پیشگوئی جب مکذبوں کے لیئے ایک عذاب ہوا۔ تو ضرور تھا۔ کہ ماننے والوں کو اسکے مقابل

تسلی ہو۔ تاکہ وہ جو مامور پر ایمان لانے والے ہیں۔ وہ ہم من فسرعہ یومئذٍ اٰمنون کے مصداق ہوں۔ اسلیئے ساتھ ساتھ مبشر الہام بھی تھے۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ

امن است در مکان محبت سرائے ما

اور پھر سب سے آخری ۱۲۔ مارچ ۱۹۰۵ء کو سلاماً سلاماً

اس پیشگوئی کا ظہور

جب نوبار یہ پیشگوئی اعلان کی جا چکی۔ اور دنیا کے لوگونکو کان کھول کر سنا دیا گیا۔ تو خدا نے اپنی قدرت کا جلوہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو دکھلایا۔ اسکے لیئے میں سلسلہ احمدیہ کے سب سے عنید دشمن کے اخبار اہلحدیث کی عبارت نقل کر دونگا۔

دشمن کی شہادت

"امرتسر لاہور میں پختہ مکانات قریباً سب پھٹ گئے۔ کئی ایک آدمیوں کا بھی نقصان ہوا۔ حمل بھی ضائع ہوئے۔ لوگ دیوانہ وار پھرتے تھے دماغوں سے عقل چہروں سے خون اڑ چکا تھا۔ مکانوں سے نکل نکل کر میدانوں کو بھاگ رہے تھے۔ غرض قرآن شریف میں جو نمونہ قیامت کا بتلایا گیا ہے (سورہ حج کا ابتدا دیکھو) آیت موصوفہ کے تمام اجزا کا نمونہ تھا × × × × آٹھ پہر لوگوں کے ہوش بحال نہیں ہوئے۔ امرتسر میں سو سال سے زاید عمر کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمنے ایسا زلزلہ نہ دیکھا نہ سنا۔ دیکھیں اہالیئے ملک عموماً مسلمان خصوصاً اس نشان الہٰی سے کیا عبرت پاتے ہیں"

یہ عبارت پکار پکار کر شہادت دے رہی ہے۔ کہ زلزلہ ایک نشان تھا۔ اور وہ جو خدا نے فرمایا تھا۔ مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائیگا۔ اس بڑے مکذب نے بے اختیار اقرار کر لیا۔ واقعی نشان ہے۔ اور یہ زلزلہ ایسا غیر معمولی زلزلہ ہے۔ کہ نہ دیکھا نہ سنا

دشمن کی تازہ شہادت

کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسوقت ہوش ٹھکانے نہ تھے۔ اسلیئے اہلحدیث نے لکھدیا مگر ۶ ماہ رمضان ۱۳۲۳ھ کو اپنے مسلمان پرچہ میں ان حقایق کو پھر دہراتا ہے۔ اور اقرار کرتا ہے۔ کہ واقعہ میں ۴۔ اپریل کا زلزلہ ایک عذاب الہٰی تھا۔ اصل الفاظ نقل کئے

کیئے جاتے ہیں۔

۴۔اپریل ۱۹۰۵ء کے وہشتناک زلزلہ کی یاد

۴۔اپریل ۱۹۰۵ء میں جو زلزلہ پنجاب میں میں آیا تھا۔باوجودیکہ اسکو واقع ہوئے سات سال ۴ ماہ ۱۶ یوم ہو چکے ہیں تاہم اسکی یاد سے اب بھی دل پر ہیبت چھا جاتی ہے۔ اُسکے خیال سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُسکا تصور آتے ہی قیامت کے ہولناک اور عظیم الشان زلزلہ کا سماں سامنے آجاتا ہے۔ اور زبان پر آیت یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زلزلة الساعة شئی عظیم۔ یوم ترونھا تذھل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملھا وتری الناس سکاری وماھم بسکاری ولکن عذاب الله شدیدٌ بے اختیار جاری ہو جاتی ہے۔ × × × × ۴۔اپریل کو سورج نکلتے ہی قیامت کا نمونہ قائم ہوا۔ زلزلہ اسقدر زور سے آیا۔ کہ الامان والحفیظ قریباً ۲½ منٹ زور دکھا کر دھیما ہوا۔ پھر تمام روز وشب برابر ۶۔اپریل کی صبح تک کئی دفعہ مراُت کرات آتا رہا۔ × × × × کانگڑہ کی تباہی کی سرکاری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ کانگڑہ اور بھون کا ہر ایک مکان زلزلہ سے مسمار ہو گیا × × × × کانگڑہ میں اب صرف پانچسو آدمی زندہ موجود ہیں ۱۹۰۱ء میں قصبہ کانگڑہ کی آبادی ۴۷۴۶ آدمیوں کی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قصبہ کانگڑہ ہی کے ۴ ہزار سے زیادہ باشندے مر گئے × × × × پھر خبر آئی کہ دھرمسالہ کی تین ہزار آبادی میں سے صرف ۲ سو یا ۳ سو آدمی زندہ بچے۔ پالم پور بالکل منہدم ہو گیا۔ ایک سو آدمی پالم پور کے بازار میں دب کر مر گئے تحصیل پالم پور میں تین ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔ کانگڑہ کی تحصیل میں تین ہزار آدمی مر گئے (کَاَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ) جو الاکھی میں زلزلہ کیوجہ سے مکانوں کے گرنے سے ۲۲ دیسی اور ۶ سو ہندو جاتری مر گئے فما اغنی عنھم الھتھم ۴۔اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ سینکڑوں میلوں تک محسوس ہؤا بجانب غرب کشمیر و پنڈی تک بجانب جنوب دہلی و ملتان تک اور بجانب شرق براہ ڈیرہ دون و مسوری و مظفر گڈھ تک خاصی حرکت محسوس ہوئی۔ ۹۔اپریل ۱۹۰۵ء کو زلزلہ کے ایک اور سخت صدمہ نے سلطانپور اور کلو کو بالکل برباد

اور ویران کر دیا۔ تمام مکانات منہدم ہو گئے۔ × × × ۱۶۔ اپریل کو ۳ بجے صبح کے پھر ایسا زور کا زلزلہ آیا جس سے بھاگسو ناتھ کا مندر جو کوہ ہمالیہ کے دامن میں تھا۔ غرق ہو گیا۔ آخری خبر یہ تھی کہ زلزلہ سے تحصیل کانگڑہ میں دس ہزار اور پالم پور میں ۳ ہزار آدمیوں کی موت بیان کی جاتی ہے

مینے یہ مضمون کیوں لکھا؟ حضرات یہ واقعہ تو ۱۹۰۵ء کا ہے۔ مگر مینے یہ مضمون اسلیئے لکھا۔ تا آپ خدا کے ماموراور خدا کے مسیح خدا کے نبی کی پیشگوئی زبردست پیشگوئی پر ایمان لائیں۔ اور یقین کریں۔ کہ فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدًا اِلّا من ارتضیٰ من رسول کے مطابق جس پر اس غیب کی خبر کا اظہار بارگاہ خداوندی سے ہوا۔ وہ خدا کا مرتضیٰ فرستادہ تھا اور پھر ان نشانوں کے دکھانیکا جو اصل مقصد ہے یعنی تضرع وہ اپنے اندر پیدا کریں۔

اس زلزلے کے علاوہ اور زلزلے جب لوگ اس زلزلہ کو دیکھکر بھی شوخی و شرارت سے باز نہ آئے۔ تو خدا کے مرسل نے بتایا۔ کہ ابھی اور بہت سے زلزلے آنیوالے ہیں۔ اور ایک زلزلہ تو زلزلۃ الساعۃ ہو گا۔ پھر یہ زلزلے صرف اسی ملک ہند میں نہیں بلکہ دنیا کے ہر ایک علاقے میں آئینگے تا سب خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ سب پر حجت الٰہی کا اتمام ہو۔ پیشگوئی کرنیوالے کا نام مشہور بین انام ہو چنانچہ آپ نے متواتر کئی اشتہار شائع کیئے۔ الدعوت الندا۔ من وحی السماء۔ البلاغ کے مضامین پڑھنے والونکو بھولے نہ ہونگے۔ اور اپنی نظم میں یہ اشعار بھی لکھے۔ کہ ؎

وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشان کی پنجبار ٭ یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانیکے دن
اسلیئے اب غیرت اسکی کچھ تمہیں دکھلائیگی ٭ ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلانیکو ہے

پہلے شعر سے ظاہر ہے کہ پانچ زلزلے بہت بڑے آنیوالے ہیں۔ دوسرے شعر سے یہ امر کھلتا ہے۔ کہ ملک ہند ہی کی خصوصیت نہیں۔ ہر طرف یہ آفت ہاتھ پھیلانے والی ہے۔

نئی دنیا کا زلزلہ چنانچہ اسکے بعد نئی دنیا میں بھی زلزلہ خوفناک زلزلہ آیا چنانچہ ایک اخبار

لکھتا ہے۔

(سانفر اسسکو عملی طور پر برباد)

"سانفر اسسکو عملی طور پر برباد ہوگیا۔ اور آگ بے اختیار ہوگئی ہے۔ اسوقت دو لاکھ آدمی بے خانماں ہیں۔ تمام کروڑ پتیوں کے مکانات برباد ہوگئے (غریبوں کے مکانوں کا کیا ذکر) اندازہ کیا جاتا ہے ۵ ہزار آدمی ہلاک ہوگئے"۔

اٹلی میں بھی زلزلہ آیا۔ بہار کے موسم میں اسی ملک ہند میں بھی پھر بھونچال آیا۔ اور خوفناک بھونچال آیا۔

ترکی میں تباہی انگیز زلزلہ

پھر یہ سلسلہ اسی پر ختم نہیں ہوگیا۔ بلکہ حال میں قسطنطنیہ سے ایڈریا نوبل تک تمام درمیانی ملک میں سخت زلزلہ آیا۔ جسکی کیفیت مسلمان ثناء اللہ کا اخبار یوں لکھتا ہے۔

"۹ اگست ۱۲ء کی صبح کیوقت قسطنطنیہ میں نہایت شدہ کا زلزلہ آیا۔ جو اپنی دہشت ناک تباہی کے باعث ہم۔ اپریل کے زلزلہ سے اگر بڑھکر نہیں۔ تو اسے یاد کرا دینے والا ضرور ہے۔

پھر لکھا ہے۔ کہ زلزلہ کے نقصانات کا سب سے آخری تخمینہ مقتولین و ضرر رسیدگاں کی تعداد سارے رقبہ میں ۲۰۰ اقرار دیتا ہے۔ اڈریانوبل کے جنوب مغربی حصہ میں جہاں زلزلہ سے سب سے زیادہ نقصان ہوا ہے ۱۵ ہزار آدمی بے خانماں ہیں۔ ایکہزار پناہ گیر قسطنطنیہ کے ہسپتالوں میں داخل کیئے گئے × × × × یہ قسطنطنیہ میں واقع ہونیوالا زلزلہ بھی ایک بینظیر لاجواب نہایت مہیب ہے"۔

ہوگئی ہیں اسکا موجب مرے جھٹلانیکے دن

صاحبان! اب آپ حذار غور فرمائیں۔ اور یہ استنبول کے رہنے والے خصوصیت سے توجہ کریں۔ کہ یہ عذاب پر عذاب کیوں نازل ہورہا ہے۔ خدانخواستہ آپ دہریہ نہیں۔ کہ آپ اسے خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کریں۔ آپ خدانخواستہ کافر نہیں جو کہتے تھے قد مس أباءنا الضراء والسراء آخر اس عذاب کی کوئی وجہ ضرور ہے۔ ہم اسکا جواب قرآن مجید ہی سے تلاش کرتے ہیں۔ اس میں ہمارا مولےٰ فرماتا ہے

×. آخری تخمینہ ہے۔ تین ہزار سے اوپر ہلاک ... ہزار زخمی ... حالت ... (حق)

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ۔

تیرا رب کسی بستی کو ظلم سے ہلاک نہیں کرتا۔ بحالیکہ اسکے رہنے والے بے خبر ہوں۔ یعنی بیخبری کیحالت میں عذاب نہیں دیتا۔ بلکہ اسی وقت عذاب دیتا ہے جبکہ اپنے رسول کے ذریعے پہلے خبردے لیتا ہے۔ کہ یہ بدیاں ہیں یہ گندے عقیدے ہیں۔ ان سے باز آجاؤ چنانچہ فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ ہم کبھی عذاب نہیں دیا کرتے یہانتک کہ کسی رسول کو مبعوث کریں۔ اسی بات کو کھول کر دوسرے مقام پر بیان فرمایا ہے۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ (القصص ع ۶) ترجمہ یعنی ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے اپر عذاب نہیں لاتے تاوقتیکہ ان کی امّ میں کوئی رسول مبعوث نہ کریں جو انپر اپنی آیات پڑھ پڑھکر سنائے۔ اور ہم بستیوں کو ہلاک کرتے ہیں اسی صورت میں کہ اسکے اہل ظالم ہوں۔ اب غور فرمائیے۔ کہ قرآن مجید میں رب سے بڑھکر ظالم کون ہے۔ وہی جو صدق کا انکار کرے۔ ماموں کی تکذیب کرے چنانچہ فرماتا ہے۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ یعنی اس سے بڑھکر کون ظالم ہے۔ جو اللہ پر افترا کرے۔ اور صدق کو جھٹلائے۔ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا دوزخ نہیں۔ اور فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ اس میں اس سوال کا جواب بھی آگیا۔ کہ اگر زلزلے وغیرہ مصیبتیں گناہوں کیوجہ سے آتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس سے پہلے نہ آتی تھیں۔ یا فلاں ملک میں کیوں زلزلہ آیا۔ اور فلاں میں کیوں نہیں آیا۔ کیونکہ خدا کے کلام نے بتادیا۔ کہ گناہوں کی کثرت کے علاوہ اتمام حجت بذریعہ رسول ضروری ہے۔ اور پھر سب سے بڑھکر گناہ ماموں کا انکار ہے۔ جو صرف ان چند سالوں میں لوگوں سے سرزد ہوا۔

بیرونی ممالک کے زلازل کی وجہ بھی تکذیب ہے؟

باقی یہ کہنا کہ ہند سے باہر امریکہ یا ترکی میں جو ملک ہیں۔ ان بیچاروں کا کیا قصور۔ ان میں سے اکثر کو تو مسیح موعود کا علم نہیں تکذیب کیسی اور انکار کیسا۔ اسکا جو جواب حضرت اقدسؑ نے دیدیا ہے۔ وہی نقل کر دیا جاتا ہے۔

"ہاں میں کہتا ہوں۔ کہ میری تکذیب ان زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے تمام نبی اسبات پر متفق ہیں کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اسطرح پر جاری ہے۔ کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے۔ اور بہت سے گناہ اسکے جمع ہو جاتے ہیں۔ تب اُس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے۔ اور کوئی حصہ دنیا کا اسکی تکذیب کرتا ہے۔ تب اسکا مبعوث ہونا دوسرے شریر لوگوں کو سزا دینے کے لیئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں۔ ایک محرک ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے گذشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے۔ اسکے لیے اس بات کا علم ضروری نہیں۔ کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے۔ جیساکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً ۔ پس اس سے زیادہ میرا مطلب تھا۔ کہ ان زلزلوں کا موجب میری تکذیب ہو سکتی ہے۔ یہی قدیم سے سنت اللہ ہے۔ جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ سوسان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اصل سبب اُن پر عذاب نازل ہونیکا انکے گذشتہ گناہ تھے۔ مگر یہ زلزلے انکو ہلاک کرنیوالے میری سچائی کا ایک نشان تھے کیونکہ قدیم سنت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنیکے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں۔ اور نیز اسوجہ سے کہ میں نے براہین احمدیہ اور بہت سی اپنی کتابوں میں یہ خبر دی تھی۔ کہ میرے زمانہ میں دنیا میں بہت سے

غیر معمولی زلزلے آئینگے۔ اور دوسری آفات بھی آئینگی۔ اور ایک دنیا ان سے ہلاک ہو جائیگی۔ پس اس میں کیا شک ہے۔ کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لیئے ایک نشان ہے۔ یاد رہے۔ کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین تکذیب ہو۔ مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جنکو اس رسول کی خبر بھی نہیں جیسا کہ نوحؑ کے وقت میں ہوا۔ کہ ایک قوم کی تکذیب سے ایک دنیا پر عذاب آیا۔ بلکہ پرند چرند بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے

غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کیجائے۔ یا اُسکو ستایا جائے۔ تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔ خدا تعالے کی تمام کتابیں یہی بیان فرماتی ہیں۔ اور قرآن شریف بھی فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کی تکذیب کیوجہ سے مصر کے ملک پر طرح طرح کی آفات نازل ہوئیں۔ جوئیں برسیں۔ مینڈکیں برسیں خون برسا۔ اور عام قحط حالانکہ ملک مصر کے دور دراز کے باشندوں کو حضرت موسیٰ کی خبر بھی نہ تھی۔ اور نہ انکا اس میں کچھ گناہ تھا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ تمام مصریوں کے پہلوٹھے بچے مارے گئے۔ اور فرعون ایک مدت تک ان آفات سے محفوظ تھا۔ اور جو محض بیخبر تھے۔ وہ پہلے مارے گئے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب سے قتل کرنا چاہا تھا۔ انکا تو بال بیکا بھی نہ ہوا۔ اور وہ آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن چالیس برس تک جب وہ صدی گزرنے پر تھی۔ تو طیطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں یہودی قتل کئے گئے اور طاعون بھی پڑی۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ یہ عذاب محض حضرت عیسیٰ کی وجہ سے تھا۔

ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کیوقت میں سات برس کا قحط پڑا۔ اور اکثر اس قحط میں غریب بھی مارے گئے۔ اور بڑے بڑے سردار فتنہ انگیز جو دُکھ دینے والے تھے۔ مدت تک عذاب سے بچے رہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہو اور اسکی تکذیب کیجاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جن میں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں جنکا اس تکذیب سے کچھ تعلق نہیں۔ پھر رفتہ رفتہ آئمۃ الکفر پکڑے جاتے ہیں اور سب کے آخر بڑے شریروں کا وقت آتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالٰے اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا یعنی ہم آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتے جاتے ہیں۔ اس میری بیان میں اُن بعض نادانوں کے اعتراضات کا جواب آگیا ہے جو کہتے ہیں کہ تکفیر تو مولویوں نے کی تھی۔ اور غریب آدمی طاعون سے مارے گئے اور کانگڑہ اور بھاگسو کے پہاڑ کے صدہا آدمی زلزلے سے ہلاک ہو گئے۔ انکا کیا قصور تھا۔ انہوں نے کونسی تکذیب کی تھی۔ سو یاد رہے۔ کہ جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کیجاتی ہو خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے۔ یا کسی خاص حصہ زمین میں ہو۔ مگر خدا تعالٰے کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے۔ اور آسمان سے عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ان قہری نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔ فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا صرف غریب مارے گئے۔ لیکن آخر کار خدا نے فرعون کو مع اسکے لشکر کے غرق کیا۔ یہ سنت اللہ ہے جس سے کوئی واقف کار انکار نہیں کر سکتا۔"

خدا کا مامور اتمام حجت کر چکا

باقی رہا یہ امر کہ دعوت پہنچ جانے سے کیا مراد ہے" اسکا جواب بھی حضرت مسیح الوری نے خود ہی دیا ہے۔ وھو ہذا

دعوت پہنچا دینے میں دو امر ضروری ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ وہ شخص جو خدا کیطرف سے بھیجا گیا ہے۔ وہ لوگوں کو اطلاع دیدے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اور انکو انکی غلطیوں پر متنبہ کردے۔ کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو۔ یا فلاں فلاں عملی حالت میں تم سست ہو۔ دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلایل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے اور عادت اللہ اس طرح پر ہے۔ کہ اول اپنے نبیوں اور رسولوں کو اس قدر مہلت دیتا ہے۔ کہ دنیا کے بہت سے حصہ میں انکا نام پھیلجاتا ہے۔ اور انکے دعوے سے لوگ مطلع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ لوگوں پر اتمام حجت کر دیتا ہے۔ اور دنیا میں خارق عادت طور پر شہرت دینا اور روشن نشانوں کے ساتھ اتمام حجت کرنا خدا تعالےٰ کے نزدیک غیر ممکن نہیں جسطرح تم دیکھتے ہو کہ ایکدم میں آسمان کے ایک کنارہ سے بجلی چمکتی اور دوسرے کنارہ تک پھیلجاتی ہے۔ اسی طرح خدا کے حکم سے خدا کے رسولوں کو شہرت دی جاتی ہے۔ اور خدا کے فرشتے زمین پر اترتے اور سعید لوگوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔ کہ جن راہوں کو تمنے اختیار کر رکھا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہیں تب ایسے لوگ راہ راست کی تلاش میں لگجاتے ہیں۔ اور دوسری طرف خدا تعالےٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ کہ اسکے امام وقت کی خبر ان لوگوں کو پہنچ جاتی ہے۔ بالخصوص یہ زمانہ تو ایسا زمانہ ہے۔ کہ چند دنوں میں ایک نامی ڈاکو کی بھی بدنامی کے ساتھ تمام دنیا میں شہرت ہو سکتی

ہے تو کیا خدا تعالےٰ کے بندے جن کے ساتھ ہر وقت خدا ہی وہ اس دنیا میں شہرت
نہیں پاسکتے۔ اور مخفی رہتے ہیں۔ اور خدا انکی شہرت پر قادر نہیں ہوتا۔ میں
دیکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کا فضل ایسے طور سے میرے شامل حال ہے۔ کہ
میری تمام حجت کے لیئے اور اپنے نبی کریم کے اشاعت دین کے لئے خدا تعالیٰ
نے وہ سامان مقرر کر رکھے ہیں۔ کہ پہلے اس سے کسی نبی کو میسّر نہیں آئے
تھے چنانچہ میرے وقت میں ممالک مختلفہ کے باہمی تعلقات بباعث سواری
ریل اور تار اور انتظام ڈاک اور انتظام سفر بحری اور برّی اسقدر بڑھ
گئے ہیں۔ کہ گویا اب تمام ممالک ایک ہی ملک کا حکم رکھتے ہیں۔ بلکہ ایک ہی شہر
کا حکم رکھتے ہیں۔ اور ایک شخص اگر سیر کرنا چاہے۔ تو تھوڑی مدّت میں تمام
دنیا کا سیر کر کے آسکتا ہے ماسوا اسکے کتابوں کا لکھنا ایسا سہل اور آسان
ہوگیا ہے۔ کہ ایسی ایسی چھاپوں کی کلیں ایجاد ہوگئیں ہیں۔ کہ جس کسی ضخیم کتاب کے
چند مجلد سو برس میں بھی نہیں لکھ سکتے تھے۔ اسکے کئی لاکھ نسخے ایک دو برس میں
لکھ سکتے ہیں۔ اور تمام ملک میں شائع ہو سکتے ہیں۔ اور ہر ایک پہلو سے تبلیغ کے
لئے بھی اسقدر آسانیاں ہوگئی ہیں۔ کہ ہمارے ملک میں آج سے سو برس
پہلے انکا نام ونشان نہ تھا۔ اور آج سے پہلے اگر پچاس برس پر نظر ڈالی جائے
تو ثابت ہوگا کہ اکثر لوگ ناخواندہ اور جاہل تھے۔ مگر اب بباعث کثرت مدارس
کے جو دیہات میں بھی قائم کئے گئے ہیں۔ اسقدر استعداد علمیت لوگوں کو حاصل
ہوگئی ہے۔ کہ وہ دینی کتابوں کو بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری طرف سے
تبلیغ کی کارروائی یہ ہوئی ہے۔ کہ مینے پنجاب اور ہندوستان کے بعض شہروں
جیسے امرتسر لاہور جالندھر سیالکوٹ اور دہلی لدھیانہ وغیرہ میں بڑے بڑے
مجمعوں میں خود جا کر خدا تعالےٰ کے پیغام کو پہنچایا ہے۔ اور ہزارہا اشتہارات

کے روبرو اسلامی تعلیم کی خوبیاں پیش کی ہیں۔ اور ستر کے قریب کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں حقانیت اسلام کے بارہ میں جن کی جلدیں ایک لاکھ کے قریب ہونگی تالیف کر کے ممالک اسلام میں شایع کی ہیں۔ اور اسی مقصد کے لیے کئی لاکھ اشتہار شایع کیا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل اور اسکی ہدایت سے تین لاکھ سے زیادہ لوگ میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے آجتک توبہ کر چکے ہیں۔ اور اسقدر سرعت سے یہ کارروائی جاری ہے۔ کہ ہر ایک ماہ میں صدہا آدمی بیعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ اور ہمارے سلسلے سے غیر ملکوں کے لوگ بیخبر نہیں ہیں۔ بلکہ ممالک امریکہ اور یوروپ کے دور دراز ملکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے۔ یہانتک کہ امریکہ میں کئی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور خود انہوں نے غیر معمولی زلزلوں کی پیشگوئیوں کو ہمارے نشانوں کا ثبوت دینے کے لیے امریکہ کے نامی اخباروں میں شایع کرایا ہے۔ اور یوروپ کے بعض لوگ بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں اور اسلامی بلاد کا تو کیا ذکر کریں۔ کہ اب تک جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ کہ کچھ زیادہ تین لاکھ سے اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ہزارہا نشانوں سے لوگ اطلاع پا چکے ہیں۔ اور اکثر ان میں صالح اور نیکبخت ہیں"

آخری درخواست مندرجہ بالا تحریر پڑھکر کوئی شخص نہیں کہہ سکتا۔ کہ ٹرکی کا تازہ زلزلہ کیوں خدا کا نہیں۔ اور کیوں یہ مسیح موعود کی صداقت کا نشان نہیں ہو سکتا۔ اور کیوں ہم یہ کہنے کا حق نہیں رکھتے۔ کہ لوگو! خدا کے مامور پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ خدا اپنے مامور کی صداقت کے نشان پر نشان دکھا رہا ہے۔ اگر ہندوستان کا زلزلہ امریکہ کا زلزلہ اور پھر بلاد اسلامیہ کا تزلزل آپ کو اس امر کی طرف متوجہ نہیں کر سکتا کہ کوئی رسول آچکا ہے جس کیوجہ سے یہ عذاب آرہا ہے۔ اور ضرور ہم سے کوئی ایسا گناہ صادر ہوا جو اس سے پہلے نہیں ہوا تھا۔ تو کیا ٹرکی کی موجودہ مصیبت

اور اسکا یہ خوفناک تباہی انگیز زلزلہ بھی اسطرف متوجہ نہیں کرسکتا۔ کہ وہ اس فرستادہ کی تلاش کریں۔ جو ان زلزلوں کی آمد کا الارم سنہ (۱۸۸۱) سے یعنی ۱۰ سال قبل دیچکا ہے۔ شملہ اور کلکتہ کے آلات زلزلہ شناسی۔ نے تو ۹۔ اگست کی صبحکو خبر دی کہ کہیں زلزلہ آیا ہے۔ مگر ایک تم میں تھا جس نے کئی سال پہلے بتایا۔ کہ زلزلہ بلکہ زلزلے آنیوالے ہیں۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ توبہ کرلو۔ تا بچائے جاؤ۔ کوئی سعادتمند روح ہے جو ان سچے واقعات پر غور کرے۔ کوئی رشید ہے۔ جو میری اس تمام تحریر کو پڑھکر اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرلے۔ کوئی خدا سے ڈرنیوالا ہے۔ جو ان درد دل سے لکھے ہوئے کلمات سے فائدہ اٹھائے؟

دو نئی تصنیفوں کی اطلاع

روحانی طبیب آپکے مخلص آپکے خادم اکمل نے ایک رسالہ ۸ صفحہ حجم کا لکھا ہے جس میں مفصلہ ذیل روحانی امراض (حرص۔ بخل۔ حرام۔ حسد۔ تکبر۔ ریا۔ زنا۔ جھوٹ) کا علاج قرآن شریف واحادیث شریف سے بتایا گیا ہے۔ اپنی طرز کی پہلی تالیف ہے۔ مجھے اپنے احمدی احباب سے جو روحانیت کے بھوکے ہیں۔ قوی امید ہے۔ کہ وہ اسکی اشاعت میں سعی بلیغ فرماوینگے۔ لوگ جسمانی بیماریوں اور حفظ ماتقدم کے لیئے بیسیوں روپے خرچ کردیتے ہیں کیا روحانی بیماریوں کے علاج کے لیئے ۱ ؍ کے پیسے نہیں خرچ کئے جاسکتے۔ دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے ملیگا

ہدایات دربارہ معاملات کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک رسالہ سنت احمدیہ کے نام سے لکھا تھا جس میں نماز روزہ زکوٰۃ کے مسائل مرقوم ہیں ہر مسئلہ کی قرآن مجید یا حدیث سے دلیل دی ہے۔ اور فریق ثانی جن علوم سے استدلال کرتا ہے۔ انکو معمول بہا نہ بنانیکی وجہ بھی لکھدی ہے۔ یہ دفتر سے ۲؍ پر ملتی ہے اب میں نے اسکا دوسرا حصہ لکھا ہے جس میں خرید و فروخت قرض امانت وکالت اجارہ غرض ہر قسم کے معاملات کے مسائل قرآن وحدیث سے لکھے ہیں۔ اور یہ جیبی تقطیع پر چھپوائی گئی ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے اسے بہت مفید فرمایا ہے۔ احباب منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک آنہ ہے۔ یہ رسالہ دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے بھی ملسکتا ہے۔

نوٹ۔ دونوں کتابوں کے لیے مہربانی کرکے فوراً ارسال کرنے کی ...

الملاحم

ملاحم جمع ہے ملحمہ کی جس کے معنی جنگ و جدال کے ہیں۔ کتب احادیث اہل سنت والجماعت میں قرب قیامت کی پیشگوئیوں میں ملاحم کے ذکر میں خاص مستقل ابواب ہیں۔ آج اس مضمون میں کتب شیعہ سے کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے اسوقت بہت سے اسلامی ممالک پر دشمنوں کا ہجوم ہو رہا ہے۔ اور سیاست اسلامی معرض خطر میں ہے۔ طرابلس اور مراکو اور ایران اور مشہد مقدس کے عبرت انگیز واقعات دفعۃً ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ غرض ایک عالمگیر تباہی ہے جس کا انجام خدا جانے کیا ہو گا۔ علماے فریقین خاموش ہیں۔ وہ اس ناگہانی زوال قوم کے اسباب نہ خود بتلا سکتے ہیں۔ نہ اپنی کتابوں سے تلاش کرنیکی تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک شخص اپنے مذاق کے مطابق بات کہنے پر ایک حد تک مجبور ہوتا ہے۔ خاکسار اپنے شیعہ احباب کی اصلاح اور توجہ کی غرض سے ایک دو پیشگوئیوں کو ان کی کتب معتبرہ سے نکال کر ذیل میں درج کرتا ہے۔ جس سے نہ صرف شیعوں کو بلکہ اہلسنت کو بھی عبرت ہو۔

کتاب جامع الاخبار جو رئیس المحدثین اہل تشیع محقق شیخ ابن بابویہ قمی متوفی ۳۳۱ھ کی پچاس برس بعد کی ممتاز تالیف ہے۔ اس میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلعم کیساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا۔ پس جب کہ آنحضرت صلعم فرائض حج سے فارغ ہو کر مودع الکعبہ کے پاس آئے تو اسکے دروازہ کی زنجیر پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اور بلند آواز سے پکارا۔ کہ یا ایہا الناس! پس مسجد و بازار کے لوگ جمع ہو گئے۔ تو فرمایا رسول صلعم نے کہ ہم تم کو آج وہ باتیں بتلاتے ہیں۔ جو میرے بعد واقع ہونے والی ہیں۔ پس جو حاضر ہے۔ وہ غائب کو اس سے مطلع کر دے۔ پھر رسول صلعم رو پڑے یہانتک کہ سب لوگ بھی رونے لگے۔ جب رونے سے افاقہ ہوا۔ تو فرمایا جانو اے لوگو! اللہ تمپر رحم کرے۔ کہ آج تمہاری مثال اس پتے کی مانند ہے۔ جس کے ساتھ کوئی کانٹا نہ ہو۔ یہی حالت رہیگی ایکسو چالیس برس تک

پھر اسکے بعد دو سو برس تک پتا اور کانٹا ہوگا۔ پھر اسکے بعد کا زمانہ ایسا ہوگا۔ کانٹا ہی کانٹا ہوگا۔ پتا نہ رہیگا اس زمانہ اور کچھ نہ ہوگا۔ مگر سلطان وقت ظالم اور دولتمند بخیل اور عالم مال کے نخواہشمند اور فقیر جھوٹ بولنے والے اور بڈھے فاسق فاجر اور لڑکے شوخ چشم اور عورتیں بے حیا پھر آنحضرت صلعم روئے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کے عرض کی یا رسول اللہ فرمایئے۔ یہ کب ہوگا تو فرمایا جناب رسول صلعم نے جبکہ علما کم ہو جائیں۔ اور قاریان قرآن چل بسیں۔ اور تم زکوٰۃ کا دینا چھوڑ دو۔ اور تمہاری برائیاں ظاہر ہو جائیں۔ اور تمہاری آوازیں تمہاری مسجدوں میں بلند ہونے لگیں۔ اور دنیا کے مقاصد کو تم سروں پر اٹھا لو۔ اور علم کو پامال کر لو اور تمہاری باتیں سراپا جھوٹ ہوں۔ اور غیبت تم کو مرغوب ہو۔ اور حرام مال کو غنیمت جاننے لگو۔ اور بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں۔ اور تمہارے چھوٹے بڑوں کی عزت نہ کریں۔ تو اسوقت تم پر خدا کی لعنت آکر پڑیگی۔ اور تم میں آپس میں لڑائی جھگڑے پیدا ہو جائیں اور دین فقط تمہاری زبانوں پر باقی رہجائے۔ جب یہ علامات تم میں آجائیں۔ تو سرخ آندھی کے منتظر رہو یا مسخ کے یا پتھر برسنے کے اور اس امر کی تصدیق کلام الہٰی سے ہوتی ہے کہ فرمایا قل ھو اللہ القادر علی ان یبعث علیکم عذابًا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعًا ویذیق بعضکم بأس بعض انظر کیف نصرف الآیات لعلھم یفقھون۔ پھر چند صحابہ رض آپکے آگے استادہ ہو گئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو فرمایئے۔ ایسا کب ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا جب نمازوں میں دیر کیجائیگی اور نفسانی خواہشوں کی تابعداری کیجائے۔ اور قہوہ خانوں کا رواج ہو (اصل الفاظ حدیث شرب القہوات) اور ماں باپ کو برا بھلا کہا جائے۔ اور حرام کو غنیمت جانیں۔ اور زکوٰۃ کو بطور تاوان (چٹی) اور مرد اپنی عورتوں کی اطاعت کرنے لگیں (زن مریدی) اور اپنے ہمسایے پر ظلم روا رکھیں۔ اور قطع رحمی کیجائے۔ اور اکابر (بزرگوں) سے مہر مروت جاتی رہے۔ اور چھوٹوں سے حیا کم ہو جائے اور بنیاد دین مضبوط رکھی جائیں (اسکی تصدیق کلکتہ جیسے شہروں میں خوب ہو رہی ہے۔ جہاں پر

دفاتر اور دکانوں کی بنیادیں خاص اہتمام اور بصرف زر کثیر تیار کیجاتی ہیں۔ ہائی کورٹ کلکتہ کے سامنے ایک عمارت بن رہی ہے جس کی بابت ایک دوست نے مجھکو بتلایا۔ کہ ٹھیکیدار کمپنی نے ہزار برس تک کی ذمہ واری لی ہے) اور غلاموں اور کنیزوں پر ظلم کیا جائے۔ اور جھوٹی شہادت دیں۔ اور بے انصافی سے فیصلے کریں۔ اور لڑکا اپنے باپ کو برا بھلا کہے۔ اور بھائی بھائی سے حسد کریں۔ اور شریک (حصہ دار) خیانت سے کام کریں (کئی کمپنیوں اور کئی بنکوں کے آئے دن کے دوالے شاہد ہیں) دفا کم ہوجائے۔ اور زنا عام ہوجائے۔ اور مرد عورتوں کے لباس سے زینت پکڑیں اور حیا کے پردے اٹھ جائیں (تھیٹریکل کمپنیوں اور تفریحی تماشوں میں یہ منظر عام* ہیں) اور کبر دلوں کے اندر سرایت کرجائے۔ جیسے زہر جسم کے اندر اور بھلائی کم ہوجائے۔ اور جرائم کا زور ہوجائے۔ اور مال خرچ کرکے لوگ اپنی تعریف کے طالب ہوں (اکثر خطابوں کے حریص ایسا ہی کررہے ہیں) اور گانے بجانے میں مال خرچ کیا جائے آخرت کو چھوڑکر دنیا میں مشغول ہوجائیں۔ تقویٰ کم ہوجائے۔ لالچ بڑھ جائے۔ اور جنگ وجدل کثیر ہوں (اصل الفاظ وکثرت الطبح والہرج والمرج) (موجودہ قتل وغارت جو یورپین اقوام اکثر بلاد میں کررہی ہیں۔ اسکی بنا طمع ملکی پر ہی ہے) صبح کریگا مومن حالانکہ وہ ذلیل ہوگا۔ اور منافق معزز ہوگا۔ مسجدوں میں اذانوں کی گونج ہوگی لیکن دل ایمان سے خالی ہونگے۔ کیونکہ قرآن کا استخفاف کیا جائیگا (ایڈیٹر صاحب اصلاح نے تھوڑا عرصہ ہوا۔ قرآن کو محرف اور ناقص ثابت کرنے کے لئے ایک خاص رسالہ لکھا ہے۔ اسکے سینکڑوں ناظرین اور انکے احباب پر اسکا کیسا برا اثر پڑا ہوگا) اور انکے ہاتھ سے مومن کی بہمہ وجوہ اہانت کی جائے گی۔ پس اسوقت (اے مخاطب) تو دیکھیگا کہ ان کے چہرے آدمیوں کے سے ہیں۔ مگر دل انکے شیطانوں کے سے ہیں۔ انکی باتیں شہد سے بھی میٹھی لیکن ان کے دل حنظل سے بھی زیادہ تلخ (آجکل کے اکثر علماء وصوفیاء و واعظین دیکھو ارشاد حال ہیں) پس وہ بھیڑیے ہیں اوپر سے کپڑے پہنے ہوئے کوئی دن نہ ہوگا۔ مگر اللہ تعالےٰ فرمائیگا کہاں بہکے جاتے ہو

* اصفہان کی ناچنے والی مس کا واقعہ

کیا مجھ پر جسارت کرتے ہو۔ افحسبتم انما خلقنکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون
(خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے ماموروں کے ذریعے کلام کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے اس زمانہ کے مامور
پر وحی کی اور اس نے (رحمۃ اللہ علیہ وعلیٰ اعوانہ والنصارہ) کھول کھول کر مسلمانوں کو اپنے
اعمال وافعال کے سنوارنے اور خدا ورسول کے احکام کی پوری پابندی کا اعلان فرمادیا ہے)
قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی اگر کچھ ایسے لوگ نہ ہوتے۔ جو خلوص سے ابھی میری عبادت
کرتے ہیں۔ تو میں اس شخص کو ایک لمحہ کی مہلت بھی نہ دیتا جو میری نافرمانی کرتا ہے۔ اور اگر پرہیزگار و
تقویٰ نہ ہو۔ تو میں ایک قطرہ بھی آسمان سے نہ برساتا۔ اور نہ ایک برگ سبز زمین سے اگاتا۔ بس تعجب
ہے اس قوم سے جنھوں نے اپنے مال ودولت کو اپنا خدا بنا رکھا ہے۔ انکی امیدیں لمبی ہیں
حالانکہ انکی عمریں چھوٹی ہیں۔ باوجود اسکے وہ امیدوار ہیں۔ کہ مولئے کریم کے حضور انکو قرب
حاصل ہو لیکن وہ اسکو نہ حاصل کر سکینگے۔ مگر عمل کے ساتھ اور عمل کامل نہ ہوگا۔ مگر عقل کے
ساتھ۔

(۲) اور روایت کی گئی ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ تحقیق چھ سو دس ۶۱۰
کے بعد کشت وخون ہوگا۔ اور زمین ظلم سے بھر جائیگی۔ اور اس کے بعد بیس برس میں علمار کی
موت واقعہ ہوگی۔ اور ایک کے بعد دوسرا باقی نہ رہیگا۔ اور سنہ ۶۳۰ میں نیل اور فرات کے دریا اتر
جائینگے یہانتک کہ لوگ انکے شط یعنی ترائی میں زراعت کرینگے۔ اور سنہ ۶۴۰ میں آسمان سے
پتھر برسینگے انڈے کے برابر اور اس سے چوپائے بھی ہلاک ہونگے۔ اور سنہ ۶۵۰ میں اس کے
بعد (یعنی سنہ ۶۵۰ میں) درندے انپر مسلط ہونگے۔ اور اسکے بعد ساٹھویں برس میں سورج کو
گہن ہوگا۔ جس سے آدھے جن اور آدھے آدمی مرجائینگے۔ پھر سنہ ۶۷۰ میں مومن کی نسل سے
مومن نہ نکلیگا۔ پھر سنہ ۶۸۰ میں عورتیں بھیڑ بکریوں کی طرح ہوجائینگی۔ اور سنہ ۶۹۰ میں دابۃ الارض
خروج کریگا۔ اور اسکے پاس عصائے موسیٰ اور آدم کا اور انگشتری سلیمان کی ہوگی۔ پھر سنہ ۷۰۰
میں سورج سیاہ تاریک طلوع کریگا۔ اسکے بعد نہ پوچھو کہ کیا ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں ہے

کہ سنہ ۲۸۰ھ میں ایک عورت ظاہر ہوگی جسکا نام نعیدۃ ہوگا۔ مردوں کی طرح اسکی داڑھی اور مونچھیں ہونگی مقام صعید سے دو ہزار سواروں کے ساتھ نکل کر عراق کی طرف جائے گی۔ اور یہ ایک بڑا قصہ ہے۔ جسکا ذکر نہیں کرتے اور پھر سنہ ۲۸۶ھ میں روم سے ایک شخص نکلیگا جسکو مرید کہینگے۔ سات سو قنطاریۃ کے ساتھ اور وہ ان کا جھنڈا ہوگا۔ ہر ایک جھنڈے کے اوپر صلیب ہوگی۔ ہر ایک صلیب کے نیچے ہزار سوار فرنگی نصرانی ہوگا۔ اور یہ ایک طویل اور بڑا قصہ ہے۔ اسی کے زمانہ میں ایک شخص مکہ سے خروج کریگا جسکو سفیان بن حرب کہینگے۔ اور دوسری حدیث میں ہے۔ کہ اسکے خروج سے لیکر قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ (امام مہدی) کے ظہور تک آٹھ مہینے وقفہ ہوگا جس سے ایک دن کم ہوگا۔ نہ زیادہ اور معلی بن خنیس سے امام جعفر صادق سے روایت ہے۔ کہ سفیانی کا واقعہ امر محتوم ہے یعنی ضرور ہونیوالا ہے۔ اور اسکا خروج رجب کے مہینے میں ہوگا۔ اور ایک قصہ ہے۔ اور امر عظیم منجملہ شدائد عظیمہ سے دیکھو کتاب جامع الاخبار مطبوعہ ایران کی فصل ۱۰۲۔ اول سے آخر تک۔

فوائد

(۱) روایت نمبر ۱ جس کے معتبر ہونے کے لئے بیرونی شہادت بھی معتبر ہے یعنے آج سے ہزار برس پہلے کے ایک مشہور شیعہ محقق و جامع احادیث آئمہ کی اس کتاب سے منقول ہے جو انھوں نے پورے سن کمال میں لکھی۔ اندرونی شہادت کے لئے اسکا موقعہ و محل ایسا مہتم بالشان ہے۔ کہ خاص بیت اللہ شریف کے اندر حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے اسکو بیان فرمایا۔ اور پھر کس درد دل اور رقت قلبی کے ساتھ

(۲) شیعہ لوگوں میں ایک حدیث کا بڑا چرچا ہے۔ جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہی حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر مدینہ کو آتے ہوئے آنحضرت صلعم نے غدیر خم کے موقعہ پر فرمائی تھی۔ یعنی من کنت مولا کا مگر ظاہر ہے۔ کہ یہ حدیث غدیر والی حدیث سے بھی مقدم اور بلحاظ عبرت آموزی امت کے اس سے اہم بھی ہے۔ کیونکہ اب شیعہ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ غدیر خم والی

عدیو نکو سوقت چرچا کرنا اور انہی پر رو دینا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ ہاں جناب علی علیہ السلام کے بھی مولا یعنی رسول صلعم نے جو کچھ ہماری حالت زار کا ذکر ایک زمانہ آئندہ کے لئے رو رو کر ہزاروں مسلمانوں کو بطور پیشگوئی فرمایا تھا۔ اسکو غور سے سننا چاہیئے۔

(۳) مادی علوم کے عالم لکچروں اور اخباروں میں مسلمانوں کے تنزل و ادبار کے مختلف اسباب بتلاتے رہتے ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ اصلی اسباب زوال امت کے وہی ہو سکتے ہیں۔ جنکو خود امت کے پیشوا نے فرما دیا۔

(۴) ان عالمگیر خرابیوں کے ساتھ ساتھ ان مبارک اعمال کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے۔ پس انہی اعمال کو دوبارہ دستور العمل بنانا چاہیئے۔ اور اسکے سوائے جن باتوں کو ہمنے اصول مذہب بنا رکھا ہے۔ انکو فوراً ترک کر دینا چاہیئے۔ مثلاً تعزیہ داری امام حسین۔ اگر اس عمل سے کوئی فایدہ بھی مترتب ہوتا۔ تو ایرانیوں سے جہاں ابھی چند سال پہلے شیعہ سلطنت تھی۔ اور پوری آزادی حاصل تھی۔ آنکھوں میں خاک ڈال کر روس منحوس یوں چیرہ دستی نہ کرتا۔ اور امام رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک کی بیحرمتی کو وہ آنکھ بند کئے نہ دیکھتے رہتے افسوس تو یہ ہے۔ کہ ان خرابیوں کا علاج پھر وہی تجویز کیا جا رہا ہے۔ یعنی یہ کہ امام رضا کی ضریح مقدس کی بیحرمتی کی یادگار میں ہر سال اس دن میں مجالس تعزیت برپا کیجائیں یہ کوئی نہیں کہتا۔ کہ توحید و قرآن و صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ استغفار و دیگر احکام شریعت جو پس پشت ڈالدیے گئے ہیں۔ انکا از سر نو چرچا عام کیا جائے۔

(۵) اس حدیث میں ایک خاص جماعت کا بھی ذکر ہے جو جوش خلوص سے خدا کی عبادت کرتی ہے۔ کوئی مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ اور علے النصوص شیعہ کہ اسکے مصداق ہم لوگ ہیں۔ پس نظر انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ وہ خاص جماعت اسی پر آشوب زمانہ میں کون سی مراد ہو سکتی ہے۔ اور وہ کہاں ہے؟

(۶) حدیث نمبر ۲ میں فرمایا گیا ہے۔ کہ علامات ظہور امام زمان اور خود ظہور سنہ [illegible] ھ کے

خاتمہ ہو جائیگا۔ لیکن آج ۱۳۳۰ھ بھی نصف سے گزر گیا۔ نہ کہیں امام کا ظہور ہوا۔ نہ دابۃ الارض کا خروج پھر شیعہ کس امام کے ظہور کے منتظر ہیں۔ جو مشرق و مغرب کو فتح کرینگے۔ اور تمام شیعوں کو مال و دولت سے مالا مال کر دینگے۔

(۷) چونکہ شیعوں کے امام امام غائب ہیں۔ ممکن ہے۔ ۲۶۰ھ میں انکا ظہور و خروج بھی خاتمہ ہو چکا ہو کیونکہ جہاں ظہور امام کی احادیث یقینی ہیں۔ وہیں اس ۲۶۰ھ کی مقررہ میعاد متعینہ بھی یقینی ہونی چاہیئے۔ لہذا اس سے دو نتیجے نکلتے ہیں جنکو ماننا ضروری ہو گا۔ اول تو یہ کہ وہ مزعومہ مہدی ظہور فرما کر فوت ہو چکے ہیں۔ اور ۲۶۰ھ سے بعد کے لیے کسی دوسرے مہدی کا انتظار کرنا تھا۔

دوئم یہ کہ جب ہر زمانہ کی خرابی کی اصلاح کے واسطے کسی نہ کسی امام کا ظہور ضروری مسلم ہے۔ اور جس زمانہ کی خاص علامات آج تیرہ سو برس سے حدیث نمبر اول میں مذکور ہیں۔ وہ زمانہ اسوقت موجود ہو گیا ہے جس کا انکار بداہت کا انکار ہے۔

پس تسلیم کرنا ہو گا۔ کہ اس زمانہ میں قرآن و حدیث کے ماتحت ہو کر جس شخص نے مجدد وقت مہدی وقت مسیح وقت ہونیکا دعویٰ کیا۔ وہ ضرور حق بجانب ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں۔ وہ دیکھے۔ جس کے کان ہوں وہ سن لے۔ دوسرے مضمون میں انشاء اللہ خروج دجال کے متعلق بھی کتب شیعہ سے ثابت کیا جائیگا۔ کہ اس کا بھی یہی زمانہ ہے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار خادم حسین خادم بھیروی

تشحیذ کے خریدار بڑھاؤ

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تحریک جو بذریعہ کارڈوں کے بھی تمام احباب کی خدمت میں پہنچائی گئی تھی۔ اسکی طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ اسلئے ہر ایک صاحب اپنا فرض ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ ہم نے ۸ صفحے حجم زاید کر دیا ہے اور حتی الوسع بہت اہتمام سے رسالہ شایع ہوتا ہے۔ مگر خریداروں کی تعداد وہی ہے چاہیئے کہ ہر ایک خریدار ایک خریدار تو اور دے۔

(توجہ طلب)

معارف قرآن مجید

مقتبسہ از افاضات سیدنا امیر المومنین زاد اللہ مجدہٗ

حضرت عیسیٰؑ کے معجزے

اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ
فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ
وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ
وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ
وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ
حُرِّمَ عَلَیْکُمْ وَجِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝

(آل عمران ۔ رکوع ۶)

ان آیات کے معنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ اسی سورہ آل عمران کے ابتدا میں بتا دیا گیا ہے۔ کہ آیات دو قسم ہیں۔ ایک محکمات ایک متشابہات۔ محکمات ام الکتب یعنی اصل پس متشابہات کے ایسے معنے لئے جائینگے۔ جو محکمات کے خلاف نہ ہوں۔ اور ایسا ہر متکلم کے کلام کے لیے کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے نوکر سے کہتا ہے۔ کہ آج ہم ریل پر سوار ہو کر فلاں مقام پر چلتے ہیں۔ پھر سٹیشن پر جا کر اسے کہے کہ ٹکٹ لاؤ۔ تو اب اگرچہ ٹکٹ کئی قسم ہیں۔ ڈاکخانے سے بھی ٹکٹ ملتے ہیں۔ پھر ان کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن محکم بات کے مطابق جب وہ اس متشابہ بات کے معنے لیگا۔ تو ضرور ریل کا ٹکٹ لائیگا۔ اسی طرح جب دوسری محکم آیات میں یہ بتایا جا چکا ہے۔ کہ خلق و احیاء و غیب دانی صرف اللہ ہی سے خاص ہے۔ تو اب ان الفاظ کو عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کرینگے۔ تو چونکہ وہ ایک بشر تھے۔ اسلئے ان کے وہ معنے نہیں لئے جائینگے۔ جو اللہ تعالیٰ کے لیے لئے جاتے ہیں۔ اور مجازی معنے بھی ہم نہیں لیتے۔ بلکہ لغت میں ایک لفظ کے کئی معنے ہیں۔ پس جو معنی حضرت عیسیٰ کے مناسب حال ہیں۔ وہی لیئے جائینگے۔ دوم یہ سورہ عیسائیوں کی تردید ہے پس ایسے معنے نہیں لیئے جائینگے۔ جس سے ان کے عقائد کی تائید ہو۔ اور عیسیٰ کی خدائی کا ثبوت ملے۔ سوم

سوم۔ متشابہات کے معنے معلوم کرنے کے لیئے دعا کا حکم ہے۔ سو بہت سی دعاؤں کے بعد بھی مجھپر کھلا ہے۔

کہ خلق اللہ تعالےٰ کی صفت ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ اَوَ لَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰہُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ (العنکبوت ۱۴) اور سورہ بروج میں فرمایا۔ اِنَّہٗ ھُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ اور فرمایا اَلَا لَہُ الْخَلْقُ اسی کے شایان ہے پیدا کرنا اور فرمایا اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْئٍ۔ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اور فرمایا قُلْ ھَلْ مِنْ شُرَکَآئِکُمْ مَّنْ یَّبْدَؤُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ قُلِ اللّٰہُ یَبْدَؤُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ۱۱/۹ اعلان کردے کیا ہے تمہارے شرکا سے جو پیدا کرے پھر اسے دہرائے کہدے اللہ ہی پیدا کرتا ہے پھر لوٹاتا ہے۔ پس تم کہاں بہکے جاتے ہو۔

پھر اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ خَلَقُوْا کَخَلْقِہٖ فَتَشَابَہَ الْخَلْقُ عَلَیْھِمْ قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْئٍ وَّھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ (۱۳/۸) فرما کر بتا دیا کہ اللہ کا خلق اور ہے۔ اور مخلوق کا خلق اور۔ اسی بنا پر اللہ تعالےٰ مشرکوں کو ملزم بناتا ہے۔ کیا شرکاء نے کوئی ایسا خلق کیا جیسا کہ اللہ نے اور پھر خلق میں تشابہ ہو گیا؟ ہر گز نہیں پس اعلان کردے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اور وہ اکیلا زبردست حکومت والا ہے۔ کوئی اسکے افعال میں اسکا ثانی نہیں۔ وہ جیسا خود لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ ہے۔ ایسا ہی اسکے افعال۔

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آیا خلق کسی اور معنے میں بھی لیئے جاتا ہے۔ تو قرآن مجید ہی سے اسکی شہادت ملتی ہے کہ خلق بمعنے اندازہ ہے فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ پس بہت بابرکت ہے اللہ جو بہت عمدہ اندازہ کرنیوالا ہے۔ اندازہ کے معنے اسلیئے کیئے کہ خالق تو بغیر اللہ کے اور کوئی ہے نہیں۔ دوسرے مقام پر فرمایا خلق کل شیئ فقدرہ تقدیرا اور خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا میں بھی خلق کے معنے اندازہ کے ہیں۔ کیونکہ خلق تو ابد تک جاری ہے۔

پس دوسرا لفظ ہے طین آدم کے حق میں اسکے دشمن کی شہادت ہے خلقته من طین یعنے تو نے آدم کو طین سے پیدا کیا ہے۔ طین میں خوبی یہ ہے۔ کہ اسے جس قالب میں ڈھالنا چاہیں ڈھلجاتی ہے۔ اسی لیے کہا۔ خلق الانسان من طین فرمایا۔ یعنے آدمی کی فطرت ایسی ہے۔ کہ جس طرز میں ڈھالنا چاہیں ڈھلجاتی ہے۔ طیر کا اطلاق بلند پرواز انسان پر ہوتا ہے شہیدوں کے حق ہیں فرمایا ہے۔ کہ وہ جنت میں سبز پرندوں کی شکل میں ہونگے۔ اور **مجاہدوں** کو بھی طیر فرمایا۔ کہ وہ اڑکر موقعہ جنگ پر پہنچتے ہیں

النفخ فیہ کے معنے کلام الٰہی سے تربیت کے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا اِنِّی خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِیْنَ۔ میں طین سے ایک بشر خلق کر کے پھر جب وہ ٹھیک ٹھاک ہو جائے تو میں اس میں کلام الٰہی نفخ کرونگا پھر سب کے سب اسکے فرمانبردار ہو جائیو باذن اللہ کے معنے بفضل اللہ کے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ کا کوئی کام سوا اذن اللہ کے نہیں ہوتا۔ فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ کسی رسول کی اطاعت نہیں ہوتی۔ بجز اللہ کے فضل کے پس اب معنی صاف ہیں۔ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں میری فرمانبرداری کرو۔ اور ایسے تیار ہو جاؤ جیسے کیچڑ کہ اسے جس طرز میں چاہو کسی شکل میں لایا جاسکتا ہے پھر میں اللہ کے فضل سے کلام الٰہی کیساتھ تمہاری تربیت کرونگا۔ اور جب تمہارا عملدرآمد اسکے مطابق ہو گا۔ تو تم بلند پرواز انسان بن جاؤ گے۔ اور روحانیت کے اوپر پرندے بن کر اڑو گے۔

ابری الاکمہ والابرص کے معنے ہیں۔ کہ میں مادرزاد اندھوں اور جذامیوں کو بری ٹھہراتا ہوں یا اچھا کرتا ہوں ابرءہ جعلہ بریا تاج العروس میں دیکھ لو۔ چنانچہ فصل الباء من باب الھمزۃ صہ میں ہے وابرءک اللہ منہ ای جعلک بریئا۔ عام مذہبوں میں یہ خیال ہے کہ اندھا جذامی انسان ہے اپنے پچھلے جنم کے افعال و اعمال میں گرفتار ہے حضرت عیسیٰ نے بحکم الٰہی فرمایا۔ کہ میں ان اندھوں اور جذامیوں کو بری ٹھہراتا ہوں اور وہ تم میں

جوان کے متعلق پابندیاں تھیں۔ ان کیساتھ وہ تعلقات قائم نہ کرتے جو دوسرے بھائیوں کیساتھ تھے وغیر ذلک انکو اٹھادیا۔

دوسرے معنے یہ ہیں کہ میں اندھوں کو اور جذامیوں کو (اور تاج العروس صفحہ ۲۱۳ فصل الباءٔ من الصاد میں لکھا ہے۔ کہ وھو بیاض یظھر فی ظاھر البدن یعنی پھلبہری اور تاج العروس صفحہ ۴۰۹ فصل الکاف میں باب الہاء میں لکھا ہے۔ کہ صاسا اعشی وھو الذی یبصر بالنھار ولا یبصر باللیل وبہ فسّر البخاری یعنی شبکور جس سے ظاہر ہے کہ مسیح ابن مریم برص اور شبکوری کے مریضوں کو اپنے دم و دعا سے اچھا کرتے تھے جو امت محمدیہ کے افراد بھی کرتے ہیں) اچھا کرتا ہوں مگر یہ اندھے اور جذامی کیسے ہونگے۔ اس پر غور کرنیکے لیۓ قرآن مجید کی دوسری آیتوں کو دیکھنا چاہیۓ۔ جس سے صاف کھلتا ہے۔ کہ پیغمبر جن اندھوں اور جذامیوں کو اچھا کرتے ہیں۔ وہ روحانی اندھے ہوتے ہیں مثلاً فرمایا ومن کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاخرۃ واضلّ سبیلا (بنی اسرائیل ۸) جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ یہاں متفق طور سے اعمٰی سے مراد روحانی اندھے ہیں۔ ایسا ہی پہلے پارہ صمٌ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون سے ظاہر ہے۔ کہ پیغمبروں کو جن بہروں گونگوں اور اندھوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ وہ روحانی ہوتے ہیں ایک اور آیت ہے اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ ھُوَ اَعْمٰی کیا وہ جو جانتا ہے۔ کہ جو کچھ تیری طرف اتارا گیا تیرے رب سے حق ہے۔ برابر ہے اسکے جو اندھا ہے۔ یعنی کلام اللہ کا منکر پس اس آیت میں یہ فرمایا۔ کہ حضرت مسیح نے کہا میں اپنی تربیت سے ان اندھوں کو راہ حق دکھاتا ہوں۔ اور انکے روحانی جذام کو درست کرتا ہوں۔

اس سے آگے فرمایا۔ واحی الموتٰی باذن اللہ

احیاء موتٰی کا مسئلہ بہت صاف تھا مگر بعض نے اس میں خواہ مخواہ دقت پیدا کرلی۔ اللہ نے ان آیات میں بتا دیا ہے۔ کہ طبعی موت سے مرے ہوئے حقیقی مردے کا رجوع دنیا میں

پھر ہرگز نہیں ہوتا۔ اور اللہ کی یہ سنت نہیں فرمایا۔ کہ ایسے مردے کو اسی دنیا میں زندہ کرے اور زندہ کرنا اللہ تعالےٰ ہی کا فعل ہے چنانچہ فرمایا انہ ھو یحیی الموتی اور فرمایا قُلِ اللّٰہُ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ کہدے اللہ ہی زندہ کریگا تمکو پھر تمہیں موت دیگا۔ اور حضرت ابراہیم اقرار کرتے ہیں۔ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ جس سے یہ قطعی طور سے ثابت ہوگیا۔ کہ احیاء صرف اللہ کا خاصہ ہے پھر مردوں کے لیے فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ اور مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ؕ فرما کر اپنی سنت بتادی کہ روح قیامت تک پھر دنیا میں آنے سے رکی ہوئی ہے۔ اب اگر حضرت عیسٰی احی الموتی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو اس متشابہ کے معنے ان محکم آیات کے برخلاف نہیں ہوسکتے۔ جب ہم تدبر کرتے ہیں۔ تو قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے۔ تین قسم کا احیا ہے ایک احیاء اللہ کا جیسا کہ گزرا۔ (۲) ایک احیار کفار کا یعنی کافر بھی کرسکتے ہیں۔ جیسا کہ موسیٰ کے سلحرونکا ذکر ہے فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں انکے سحر سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوڑ رہی ہیں (۳) ایک احیاء پیغمبرونکا جیسا کہ فرمایا اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ۔ اللہ اور اسکے رسول کی مان لو جب وہ تمہیں زندہ کرنیکے لئے بلائے مسیح علیہ السلام چونکہ رسول تھے۔ اسلئے انکے احیاء سے مراد پیغمبروں والا احیا ہی لیا جائیگا اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ ۔ آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلام الہٰی میں مردہ سے کیا مراد ہوتی ہے۔ اور اس کی زندگی سے کیا مقصود ہے۔ یعنی جو شخص دین سے غافل ہو جس میں روحانی زندگی نہ ہو اسے کلام الہٰی کے اصطلاح میں مُردہ کہینگے۔ جب وہ دین سے باخبر ہو۔ اور اس میں روحانیت آجائے تو وہ زندہ کہلائیگا۔ اسی طرح حضرت عیسٰی روحانی مردونکو زندہ کرتے تھے۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۔ اسکے معنے کرنے کے لئے بھی یہ دیکھ لینا چاہیے۔ کہ نبی لوگوں کے کھانے پینے اور رکھنے کی چیزوں کے متعلق تنبیہ کرتے ہیں۔ آیا وہ نجومیوں کی طرح یہ

بتایا کرتے ہیں۔ کہ تمہارے گھر میں یہ ہے۔ تم یہ کھا کر آئے ہو۔ یا وہ کھانے پینے کی چیزوں اور مال کے متعلق جائز و ناجائز کا حکم دیا کرتے ہیں۔ جب آخری بات ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو فرمایا۔ مردار نہ کھاؤ۔ دم مسفوح نہ کھاؤ۔ خنزیر نہ کھاؤ۔ ما اھل بہ لغیر اللہ نہ کھاؤ۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ نے حکم الٰہی کو واضح کیا۔ کہ یہ چیزیں کھانے کی ہیں یہ نہ کھانے کی اتنا مال جمع کرنیکی اجازت ہے۔ اتنا اس میں سے خدا کے نام دینا چاہیئے۔

ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم کے معنی بھی اسی توضیح سے کھل گئے یہودی اپنی بدعملیوں کی وجہ سے بعض چیزوں سے بعض نعمتوں سے محروم ہو گئے تھے۔ فرمایا تم میری فرمانبرداری کرو۔ وہ نعمتیں پھر اللہ تمہیں میسّر کر دیگا۔

شیعہ صاحبان کی اصولی غلطی

اللہ تعالےٰ نے تو اصولی اور کلیہ قاعدہ ابتدائے آفرینش سے ہی مقرر فرما دیا ہے۔ کہ کتب اللہ لاغلبنّ انا و رسلی اور لننصر رسلنا اور کہ والعاقبۃ للمتقین اور اسی قاعدہ اور دستور کے موافق حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے لیکر ہماری سرکار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک سارے ماموران الٰہی کی سوانحمریوں کو دُہراتے اور نظر ثانی کرتے جاؤ۔ بفضل الٰہی کہیں بھی اس قانون الٰہی کے خلاف نہ پاؤ گے۔ گو بعض موقعہ پر مخالفین کو بھی حجت پوری کرنے اور پیمانہ پورا ہونے تک مہلت دیگئی ہو۔ پھر کسقدر شیعہ صاحبان کے رونے پر رونا اور دست تاسف ملنے پر افسوس آتا ہے۔ کہ ایک اٹل اور نہ خطا کرنیوالے قانون الٰہی کے برخلاف محض کورانہ تقلید سے اہلبیت پاک کا نہایت ذلت اور حقارت سے مارا جانا اور دربدر مارا مارا پھرنا بیان کرکے آل رسول کی تحقیر کے علاوہ اسلام کی پاکدامنی پر ایک بدنما دھبہ لگانیکی گویا کوشش کرتے ہیں۔ . . . .

کیوں نہیں مقررہ و معینہ طریق الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے اہلبیت پاک کی کامیابی اور دونوں جہان میں سرخروئی اور غالب و فتحیاب ہونا اور دشمنانِ اہلبیت کا ناکام اور دونوں جہان میں تباہ اور مغلوب اور شکستہ حال اور ذلیل و خوار ہونا بیان کیا جاتا کیسی شرم کی بات ہے۔ کہ جن کو لعنتی اور مردود اور کتوں سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہے ان ہی کی اولوالعزمی اور بہادری اور رعب وداب سرعام مجلسوں میں نہایت فصیح بلیغ نظم نثر میں اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گویا وہ اب بھی ہماری نظروں کے سامنے بڑے کروفر سے کرسیوں اور مسندوں پر شاہانہ نشست سے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ یا گھوڑوں پر سوار پورے ہتھیاروں سے بہادرانہ جاہ و جلال سے پھر رہے ہیں۔ ادھر اہل بیت پاک ہیں کہ پھٹے پرانے کپڑوں میں ننگے سر ننگے پاؤں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں۔ برہنہ اونٹوں پر سوار یا پیادہ یزیدیوں کے درباروں میں بہت ہی بری حالت میں پیش ہوتے ہیں۔ شیعہ صاحبان کے خیال میں جس قدر ذلت اور حقارت اور خستہ حالی زیادہ بیان کیجاوے۔ اسی قدر رقت زیادہ ہوگی۔ پھر اتنا ہی ثواب زیادہ ملیگا۔ میرے خیال میں جس طرح مسیحی صاحبان اپنے لغو اور بیہودہ اور خلاف عقل ونقل کفارے کی خاطر حضرت عیسٰی علیہ السلام کو کبھی لعنتی کبھی مصلوب کبھی دوزخی بناتے ہیں پھر کہیں قبر میں کہیں آسمان پر کہیں خودکشی کرنیوالا اور لوگوں کا ضامن وغیرہ وغیرہ گردانتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح شیعہ صاحبان بھی اپنی خیالی اور موہومی نجات کو رقت اور رونے ہی پر منحصر اور موقوف سمجھکر اپنے رونے پیٹنے کا سامان بہم پہنچانیکے لیئے اہلبیت پاک کی یہ گت بناتے ہیں۔ داناؤں نے سچ فرمایا ہے۔ کہ نادان دوست سے دانا دشمن اچھا ہوتا ہے اس سے زیادہ حیران کرنیوالی بات کیا ہوگی۔ کہ فضائل اور مناقب بیان کرتے وقت تو کہا جاتا ہے کہ خدا کے گھر کے مختار ساری خدائی کے وارث سیاہ سفید کے مالک مظہر ذات الٰہی مہبط وحی خدا غرضیکہ اللہ تعالےٰ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے صرف اہلبیت پاک ہی ہیں اور بس۔ پھر اسقدر کامیابی کے بعد بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ تھوڑی سی اور قلیل متاع

دنیوی کے لیئے کڑھتے اور جلتے رہے۔ جن کی پیروی اور محبت سے اور لوگوں نے بھی بہشتی زندگی حاصل کی۔ اور جنکا نمونہ اور اسوہ دیکھکر ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی نجات ابدی کے وارث اور مالک بنگئے وہ خود بیچارے بقول شیعہ صاحبان حرص دنیا حُبّ جاہ۔ تکبّر۔ کینہ۔ غصّہ۔ خواہش نفسانی وغیرہ وغیرہ رذائل سے بھی نہ چھوٹ سکے۔ باطنی اور روحانی نعمتوں کے علاوہ ایک ظاہری اور موٹی سی کامیابی جس کو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔ قابلِ غور ہے۔ سادات عظام کی غلامی کو لوگ اپنا فخر اور باعث عزت سمجھتے ہیں۔ غلام حسنؑ۔ غلام حسینؑ۔ غلام علی۔ غلام عباس۔ غلام فاطمہ وغیرہ وغیرہ نام رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی دوسری قوم کا آدمی بھی اپنے تئیں سیّد ظاہر کرے۔ تو اس مصنوعی اور نقلی سیّد صاحب کی بھی اصلی اور حقیقی سیّد صاحب جیسی ہی آؤبھگت اور توقیر کیجاتی ہے۔ برخلاف اسکے یزید شمر وغیرہ وغیرہ کی غلامی تو درکنار کوئی شخص اپنا یا اپنی اولاد کا ان کے نام پر نام بھی رکھنا گوارا نہیں کر سکتا۔ نہ ہی کوئی شخص اپنے تئیں انکی اولاد میں ہونا ظاہر کر سکتا ہے۔ بلکہ اب تو گالی گلوچ اور برا بھلا کہنے کے طور پر انکے نام استعمال کیئے جاتے ہیں پھر بھری مجلسوں میں ایسے ناپاکوں نامرادوں کا جاہ وجلال۔ تزک واحتشام د کامیابی اور اہلبیت پاک کی بیکسی بے بسی اور ناکامی اور نامرادی بیان کرکے اپنے رونے پیٹنے اور رقت کا مصالح طیار کرنا حقیقی نجات اور قرآن مجید سے منہ پھیرنے والے صاحبان ہی کا کام ہے۔ اور بس۔

گلاب الدین ہتاسی

زوال بغداد مولوی عبدالحلیم صاحب شررؔ مشہور مورخ وناولسٹ کا نام کافی ضمانت ہے اس بات کی کہ "زوال بغداد" جس میں دکھایا گیا ہے کہ بغداد کے شیعہ سنیوں کے جھگڑوں نے کس طرح بغداد کے ایسے عظیم الشان شہر کو تباہ عرب کی اسلامی سلطنت اور نسل عباس کو استیصال کیا کیسا دلچسپ دردناک اور نتیجہ خیز ناول ہے۔ اسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بڑے بڑے ہولناک واقعات کی تہ میں دراصل چھوٹی چھوٹی خود غرضیاں کام کر رہی ہوتی ہیں۔ اور بعض مفسدہ پرداز شر انگیز نچلی نہ بیٹھنے والی طبائع محض تفنن طبع کے طور پر دو شخصوں کو مذہبی یا پولٹیکل سوال پیدا

کر کے لڑا دیتی ہیں اور پھر یہ شورش بڑھتے بڑھتے ایک خوفناک جنگ کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور اخیر میں قوم کی قوم تباہ ہو جاتی ہیں بغداد میں یہ محشر برپا کر دینے والا منظر دو عیاروں نے دکھایا۔ اور خلیفۂ وقت کی عشرت پسندی اور تساہل اور غفلت نے اور بھی ستم ڈھایا۔ ادھر ایک نمکحرام وزیر نے چند خونوں کا بدلہ لینے کے لیئے تاتاریوں کو اپنے گھر بلوایا۔ آخر بغداد کی عباسی سلطنت کو تباہ کرایا۔ تو خود بھی آرام نہ پایا۔ آخیر کے چند صفحے ایسے درد انگیز ہیں۔ کہ بے اختیار رونا آجاتا ہے اور جب شیخ سعدی کا مشہور مرثیہ ایک اندوہ رسیدہ جگر تفسیدہ نے اپنے لب حسرت گزیدہ سے پڑھا ہے۔ تو مجھے اپنے سید و مولیٰ کا وہ قصیدہ یاد آگیا۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

می سزد گر خون ببارد دیدہ بر ساحل دیں ٭ بر پریشان حالئے اسلام قحط المسلمین

سعدی کا دل جس طرح ایک بغداد کی تباہی پر بھر آیا ہے۔ میرے آقا کا قلب مطہر اپنے مطاع کے باغ کو پامال خزاں دیکھکر جوش میں آیا۔ اس قصیدہ میں بھی مسلمانوں کے زوال کے اسباب بتائے ہیں۔ اور ترقی کے وسائل سمجھائے ہیں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ ناول کا حجم ۱۹۲ صفحے تقطیع ۲۲×۱۸ لکھوائی چھپوائی اچھی قیمت ۱۲؍ ملنے کا پتہ۔ دلگداز پریس واقع کٹڑہ بزن بیگ خان شہر لکھنؤ

الادلۃ الجلیہ فی عقائد الاسلامیہ یہ ایک کتاب ہے جو شیخ عبدالرحمٰن حدیث عہد بالایمان (نومسلم) مالک کتبخانہ اسلامیہ امرتسر نے شائع کی ہے۔ اس کتاب کو پڑھکر میری طبیعت بہت ہی منغض ہوئی اور مجھے افسوس آیا۔ مؤلف پر نہیں۔ بلکہ اسلامیوں کی حالت پر کہ انکے پاس خدا تعالےٰ کی ہستی صفات نبوت معجزہ و ملائکہ کے بارے میں ایسی لچر اور بودی دلائل رہ گئی ہیں جو علوم جدیدہ کے سامنے تو کیا ٹھہرینگی۔ انکو سنکر اور پڑھ کر ہنسی آتی ہے کاش وہ اس زمانے کے عظیم الشان مجدد کے علم کلام سے آگاہ ہوتے۔ اور وہ دلائل پیش کرتے جو انھوں نے اپنی مختلف تصانیف میں پیش کیں۔ اور ان حقائق سے آگاہ کرتے۔ جو قرآن مجید کی آیات سے اس علمنٰہ من لدنا علما کے مصداق نے خدا تعالےٰ سے اطلاع پا کر لکھ دیں۔ خدا تعالےٰ کو بہت زور مار کر صرف صانع اور واجب الوجود ثابت کیا ہے۔ اور وہ بھی

کمزور دلیل سے پھر اسکی کچھ صفات کا ذکر کیا ہے۔ مگر ایسی طرز میں کہ پڑھنے والے کو بجائے یقین آنے کے کچھ شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر مسئلہ نبوت اٹھایا ہے۔ مگر لکھا ہے۔ کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں اور صاف لکھدیا ہے۔ کہ قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جناب رسالتماب صلعم نے اپنے لیے کسی معجزہ کا ادعا کیا ہو (لاحول ولاقوہ) اور لکھا ہے۔ کہ ہم کو اور اسلام کو تو فخر اس بات پر ہے۔ کہ ہمارے رسول حق پیغمبر خدا نے صاف صاف فرما دیا۔ کہ میرے پاس تو کوئی معجزہ نہیں پھر کہا ہے۔ کہ قرآن صرف ہدایت میں معجزہ ہے۔ محمد رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کی کوئی دلیل نہیں دے سکے۔ سوائے اسکے کہ دین اللہ کا نعمت ہے۔ وہ نعمت ختم ہو گئی۔ تو رسالت اور نبوت بھی ختم ہو گئی **حقیقت وحی والہام** میں تو بہت ہی کمزوری دکھائی ہے (اور حق یہ ہے۔ کہ اسپر کوئی سوائے مہبط روح الامین اور کوئی لکھ بھی کیا سکتا ہے) جبریل کو ملکہ نبوت قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکہ نبوت کے جس کو ناموس اکبر اور زبان شرع میں جبریل کہتے ہیں۔ اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانیوالا نہیں" اور ملائکہ کا ذکر کرکے عام مسلمانوں کے عقائد پر ہنسی اڑائی ہے کہ انھوں نے فرشتوں کو پر لگائے ہیں (حالانکہ قرآن مجید میں اسکا صریحاً ذکر ہے) اور انکا وہی عقیدہ ہے۔ جو عرب کے بت پرستوں کا تھا" اور یہ کہ "ایسی خلقت کے درحقیقت موجود ہونیکی بھی کوئی دلیل نہیں ہے" (قرآن مجید سے بڑھکر کیا دلیل ہو) اخیر میں ظاہر کیا ہے کہ "ان قوی کو جو خدا تعالے نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کی پیدا کی ہیں" ملائکہ کہتے ہیں" یعنی انسانی قوی کا نام ملائکہ ہے۔ پھر شیطان اور نفس امارہ یا قوی بہیمہ کو ایک بتایا ہے۔ اور آدم و شیطان کی نسبت کہا ہے۔ کہ یہ صرف انسانی فطرت کا اظہار ہے۔ اور جنون کے بارے میں بھی یہی لکھا ہے۔ کہ "اس سے وہی ابلیس مغوی للانسان مراد ہے اور وہ کوئی خلقت خارج از وجود انسان نہیں" پھر مسئلہ جبر و اختیار و تقدیر پر بھی ایک بحث کی ہے۔ جو مکمل نہیں کہی جا سکتی اس میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ بعض انسانوں کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے۔ کہ ضرور ایک گناہ ان سے صادر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان اسلام پر **مجبول** ہے۔ پھر

جنت و دوزخ کی حقیقت لکھی ہے۔ کہ اگر حقیقت بہشت کی باغ۔ نہریں۔ دودھ اور شراب خوبصورت عورتیں اور لونڈے ہیں" تو بلامبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں"۔ کچھ سمجھ نہیں آتی کہ جب دنیا میں ایک گھر میں اگر خوبصورت بیوی اور اسکے لڑکے ہوں کسی کی ملکیت میں باغ اور نہریں ہوں دودھ ہو تو اس گھر کو خرابات نہیں کہتے۔ تو بہشت کو کیوں خرابات سے ہزار درجے بڑھکر کہینگے۔ مؤلف کے نزدیک قرآن مجید میں ان نعمتوں کے مذکور سے صرف اعلےٰ درجے کی راحت کا بقدر فہم انسانی خیال پیدا کرنا مطلوب تھا۔ نہ واقعی ان چیزونکا بہشت میں موجود ہونا یعنی خدا اور اسکے رسول نے (عیاذ باللہ) محض دھوکہ دیا ہے۔ مؤلف کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ ایسی رائے زنی کرنیسے پہلے اسلام کی فلاسفی ہی پڑھ لیتا۔ ایک طرف تو یہ عقیدہ ہے۔ دوسری طرف یہ عنوان بھی دیدیا ہے والحشر الاجساد (حشر الاجساد) حق۔ پھر صراط کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ کوئی حقیقی اور ظاہری مجسم شے مراد نہیں۔ وہی سید احمد خانی یا نیچری عقاید ہیں جو کفر و اسلام کا برزخ کہے جاسکتے ہیں جنکا اظہار اس کتاب میں ہوا ہے۔ مؤلف کی محنت اور اسکی نیک نیتی سے انکار نہیں ۱۲۸ صفحے حجم قیمت ۸/

سیرۃ المصطفےٰ منشی حیدر خان صاحب نظامی (گورنمنٹ پبلشر) و مہتمم نظامیہ ایجنسی بچھواڑا دالامزنگ نے اسے چھپوا کر شایع کیا ہے۔ اور انہیں کے پاس سے طلب کیجا سکتی ہے قیمت ۸/ ہے۔ کتاب جہانتک میں سمجھتا ہوں۔ عمدہ اور مفید ہے۔ باقی اگر کوئی بے عیب کتاب کی تلاش میں لگا رہے تو قرآن شریف کے سوا اور کوئی کتاب نہ پائیگا۔ کتاب کے صفحات علاوہ ٹائٹل کے ۱۵۲ ہیں۔ مدنی حالات پر مکی حالات کی نسبت بہت کم زور دیا گیا ہے آئندہ ایڈیشن میں اسکی اور کتابت کی بہت سی غلطیونکی اصلاح ہوجائے تو کتاب موجودہ صورت سے بھی زیادہ مفید ہوگی امید ہے ایسا ہی بعض روایات مؤلف نے ایسی لکھدی ہیں۔ جو خود انکے اقرار کے مطابق غیر معتبر اور صحیح احادیث سے ثابت نہیں پھر خدا جانے درج کیوں کردیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ مسلمانان ہندوستان مصنف کی محنت کی قدر کرینگے۔ اگر بچوں اور عورتوں کے ہاتھ میں بجائے مخرب اخلاق کتابوں کے

اس قسم کی مفید کتابیں دیجائیں۔ تو علاوہ انکے اوقات کے مفید استعمال کے انمیں ہمت استقلال اور ایثار کا مادہ پیدا ہو سکتا ہے۔

الہلال حضرت ابو الکلام آزاد دہلوی مشہور سحر نگار۔ انشا پرداز ہیں۔ آپنے الہلال نام ایک مصوّر باتصویر رسالہ ہفتہ وار نکالنا شروع کیا ہے جو اعلیٰ درجے کے خوشنما ٹائپ پر چھپتا ہے۔ زبان ایسی شستہ اور پیاری پیاری ہے کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر جو ایڈیٹر و نکا اصلی فرض ہے۔ اسکو نہایت اخلاص اور اخلاقی جرأت سے ادا کیا جاتا ہے ہاں پالیٹکس میں حضرت مدیر کے طرز حصول حقوق سے ہمیں کلی اتفاق نہیں۔ حجم ۲۰ صفحہ تقطیع بڑی سالانہ چندہ آٹھ روپے مقام اشاعت ۷۰۱ امکلاڈو اسٹریٹ کلکتہ۔ ہمارے احباب منگوائیں اور فائدہ اٹھائیں۔

منبع فنون بلا امتیاز مذہب وملت یورپ کے امریکہ جاپان کی قیمتی دستکاریاں اپنے ہندوستان کے لڑکے لڑکیوں کو انکے گھر میں بیٹھے بٹھائے سکھانیوالا رسالہ جس کی قیمت سالانہ درجہ اول ۵ر درجہ دوم ۳ہر ہے۔ پتہ ناچیز مکینکل پروفیسر ایچ ایس۔ بی۔ اے انارکلی لاہور رسالہ زیر ریویو میں بہت سے صنعتی چٹکلے درج کئے ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان گھر بیٹھے بہت دولت کما سکتا ہے۔ آیندہ اور بھی ترقی کی امید ہے۔ احباب نمونہ کا پرچہ منگوا کر دیکھ لیں۔

القول الصافی مولوی انوار حسین خانصاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی کے رہنے والے حضرت مسیح موعود کے پرانے مخلص خدام میں سے ہیں اور براہین کے وقت سے ملنے والے ہیں سال میں انھوں نے القول الصافی نام ایک رسالہ لکھا جس میں مہدی مسیح موعود یاجوج ماجوج اور علامات قیامت کے متعلق متفرق احادیث کو جمع کر دیا ہے۔ ایک بالغ نظر کو اس میں سوچنے اور غور کرنیکا موقعہ ملسکتا ہے حجم ۴۴ صفحہ لکھوائی چھپوائی عمدہ۔ قیمت درج نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل سنی اور شیعہ میں ایک علمی بحث چلی آتی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر خلیفہ بلافصل ہیں یا حضرت علی خلیفہ بلافصل جو تھا وہ ایک دنیا نے دیکھ لیا۔ مگر

میرے نزدیک تو حضرت علی بھی خلیفہ بلافصل ہیں۔

آجکل مسلمانوں میں جس قدر سلسلے فقراء کے ہیں قادری۔ نقشبندی سہروردی۔ شاذلی رفاعی سب کے سب حضرت علیؓ پر جاکر ختم ہوتے ہیں۔ سو حضرت علیؑ سے روحانی فیض نبی کریم صلعم کے بعد بلافصل شروع ہوا اور ابتک جاری ہے۔ البتہ نقشبندیہ سلسلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مبتدا روحانی فیض کے ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔ بلکہ دوسری قسم کی خلافت کے آثار میں تو آجکل کچھ تنزل بھی آگیا۔ لیکن مولا مرتضی کی خلافت برابر قائم ہے اور ترقی پر۔ باقی رہی فضیلت کی بحث یہ بھی فضول ہے فضیلت کا مدار قرب الٰہی پر ہے۔ اور اس کا علم خدا کو ہے۔ ہم کیوں خواہ مخواہ ایک بات کہکر تقول علی اللہ کریں (خلیفۃ المسیح)

کتابی عورت سے نکاح جائز

اسلام نے اہل کتاب کی بیبیوں سے نکاح جائز فرمایا ہے اس سے بڑھکر وسیع الخیالی اور کیا ہوسکتی ہے۔ بی بی یہودن۔ عیسائین۔ مجوسن۔ آرین ایک مسلمان کے نکاح میں اپنی رضامندی سے آسکتی ہے۔ آریہ بھی اصل مجوس ہیں ابتک اگنی ہوتر ہیں۔ دید کو کتاب الٰہی مانتے ہیں۔ اسلئے میرے نزدیک وہ اہل کتاب میں داخل ہیں۔ ایسا ہی سناتن اسکے علاوہ جو ہنود کے فرقے ہیں انمیں سے بعض خدا کے منکر ہیں۔ جیسے جینی بعض رسالت کے منکر جیسے برہمو بعض کتاب الٰہی کے جیسے سکھ اسلیئے وہ اہل کتاب نہیں (امیر المومنین)

اہلبیت

اصلاح نمبر ۹ میں دعوی کیا گیا ہے کہ اہلبیت جناب امیر جناب سیدنا اور حسنین ہیں۔ اگر ہمارا ہمعصر تدبر کرے تو اسے معلوم ہو کہ اہلبیت کا مدلول اول تو ازواج النبی ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں یہ لفظ آیا ہے اسی پر اطلاق ہو اول ہود ع ۱۲ ولقد جاءت رسلنا ابراہیم بالبشریٰ سے آگے انکی بیوی کا ذکر ہے جسے فرمایا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید (۲) ینساء النبی سے نبی کی بیبیوں کو مخاطب کرکے اخیر میں فرمایا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ احزاب ع ۴ پ ۲۲ (۳) ہل ادلکم علی اہل البیت یکفلونہ القصص ع ۲ پ ۲۰ یہاں بھی بیوی مراد ہے پس اصلاح بتائے بیوی کیوں اہلبیت میں شامل نہیں (دوم) انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ پر ناز کیا ہے حالانکہ قرآن مجید میں آیا ہے وجعلنا معہ اخاہ ہارون وزیرا پس حضرت علیؑ کو عہدہ وزارت ہی دیا ہے۔ سوم لاعطین الرایۃ غدا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ الحدیث کو خصوصات علیؑ سے بتایا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں ایک ایسی قوم کا وعدہ کیا ہے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ المائدہ ع ۸ پ ۶

احمدیوں کے لئے ایک نادر موقعہ

رعایت! غیر معمولی رعایت!!

ماہ رمضان وشوال کیلئے

تمام خریداران تشحیذ اپنے دوسرے احباب کو بھی اطلاع دیدیں۔ کہ مفصلہ ذیل کتابوں کی قیمت ہمنے تقریباً نصف کردی ہے۔ اور یہ کتابیں صرف دفتر تشحیذ ہی سے اس رعایتی قیمت پر مل سکینگی۔ جو صاحب چاہیں۔ جلد منگوالیں۔ ان کتب میں سے مجربات نورالدین اور تفسیر القرآن شیخ یعقوب علی صاحب کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی ہے۔

نام کتب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون کتاب
اربعین	۴ر	۲ر	حضرت اقدس کی تصنیف آیت لوتقول کی تفسیر اور اپنی صداقت کا ثبوت
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	۲ر	۱ر	
الاسماء الحسنیٰ	۵ر	۲ر	اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تشریح۔ بچوں کے لئے بہت مفید
مکتوبات احمدیہ	۸ر	۴ر	حضرت مسیح موعود کے خطوط معارف وحقائق کا خزانہ تصوف کا گنجینہ
الموعظۃ الحسنۃ	۲ر	۱ر	تفسیر سورہ تبت عجیب وغریب مصنفہ فاضل امروہی
سلک مروارید	۴ر	۲ر	لڑکیوں کے پڑھانیکے لئے قصہ کے رنگ میں تائیدِ سلسلہ
مجربات نوردین حصہ اول	۱۰ر	۵ر	شاہی طبیب حکیم حاذق حضرت مولنا نورالدین صاحب
" حصہ دوم	۱۰ر	۵ر	کے مجربات تینوں حصے نہایت مفید و نادر نسخے
" حصہ سوم	۱۰ر	۵ر	

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون کتاب
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۴	عہ	۸ر	کون نہیں جانتا۔ کہ آجکل ایسی تفسیر کی ضرورت ہے
" پ ۲۵	عہ	۸ر	جس میں آیات کا ربط تبلایا گیا ہو۔ اور ان دلایل کو
" پ ۲۶	عہ	۸ر	کھولکر لایا گیا ہو۔ جو قرآن مجید ہر آیت میں اپنے دعوی
" پ ۲۷	عہ	۸ر	کیساتھ پیش کرتا ہے اور جو دوسری الہامی کتابوں سے
" پ ۲۸	عہ	۸ر	منجملہ امتیازی نشانات کے ہے
" پ ۲۹	عہ	۸ر	
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء	عہ	۸ر	یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ المسیح مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی تقاریر کا مجموعہ جو نہایت نادر اور معارف حقایق کا گنجینہ ہو دو سو صفحہ
حقیقت نماز	عہ	۸ر	جس میں نماز کی حقیقت اور اسکے متعلق تمام ضروری مسائل اور ارکان نماز کا فلسفہ بیان کیا گیا ہو بینظیر کتاب ہے۔ آخیر میں چند سورتوں کے عجیب و غریب تفسیر ۲۰×۲۶، ۲۰۷ صفحہ
النصح	۲ر	ار	یہ ایک رسالہ ہو جس میں نبی کریم صلعم کے ظہور کی بشارۃ کتب سابقہ سے دکھائی گئی ہو اور اسکے ساتھ ایک نہایت دلسوز مسدس ہے احباب منگا کر حظ روحانی اٹھائیں۔
رد چکڑالوی	۵ر	۲ر	چکڑالوی کا فتنہ سخت ہے مگر یہ اسکا رد بھی بہت ہی سخت ہے۔
عمدۃ الاحکام	۶ر	عہ	بخاری اور مسلم کی صحیح احادیث کا مجموعہ مترجم اردو با اعراب
طبیب روحانی	۲ر	ار	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث سے خوشخط بچوں کے پڑھانے کے لئے

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون کتاب
نجات	۰ر	ــر	صاحبزادہ محمود احمد صاحب نے عیسائیوں کے مقابلہ پر نجات کی فلاسفی کے بیان میں بہت عمدہ رسالہ لکھا ہے
صادقوں کی روشنی	۴ر	۳ر	حضرت مسیح موعود کی وفات پر جسقدر اعتراض ہیں انکا دندان شکن تسلی بخش جواب
ظہور المسیح	۶ر	۳ر	مسیح موعود کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کا ثبوت تمام مخالف کتابوں کے سامنے رکھکر لکھا ہے
نغمۂ الکمل			حضرت خاتم الخلفاء کی یاد میں عاشقانہ ترانے
ادعیۃ الاحادیث	۱ر	ـ۳ر	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات وحالات کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائیں۔
البرق	۲ر	۱ر	تردید شیعہ
رسالہ گوشت خوری	۰۲ر	۱ر	گوشت خوری کے جواز کے دلائل عقلی ونقلی
اسلام کی پہلی کتاب	۰۴ر	۰۳ر	سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر مدلل رسالہ بطرز سوال و جواب
ضرورت زمانہ	۸ر	۶ر	اسلام پر جو اعتراضات عیسائیوں آریوںکی طرف سے کئے گئے ہیں۔ انکے مدلل جواب
معیار حق	ـر	۰ر	سچے مذہب کی شناخت جس میں لیکھرام کے مباہلہ کا ذکر ہے۔
تاریخ انگلستان	عہ	۸ر	بکلے کی ہسٹری آف انگلینڈ کا ترجمہ۔ مترجم ماسٹر عبدالرحمن صاحب
ہدایات دربارہ معاملات			معاملات کے بارے میں احادیث نبوی سے ثبوت

رسیدات زر

۷- جولائی ۱۲ء

۳۴۷ جناب محمد علیخان صاحب صر عاسنہ ۱۲ عاسنہ ۱۳
۱۱۷۶ " عباس علی " ۔ عاسنہ ۱۳ عہ سنہ ۱۴

۸- جولائی ۱۲

۱۲۱۵ " رحیم بخش " عا
۱۰۳۱ " محمد سلیم خان " سنہ ۱۳ عہ
۱۶۶ " شیخ کرم الٰہی " سنہ ۱۳ عا
۳۲۹ " مرزا امیر اکبر " سنہ ۱۳ عہ
۵۶۷ " میاں احمد الدین " سنہ ۱۲ عا
۵۸۳ " قاضی نذیر حسین " سنہ عا
۸۰۹ " ڈاکٹر محمد امین " سنہ ۱۳ عا
۸۳۰ " بابو غلام محمد " عا
۴۲۰ " مولوی محمد رمضان و محمد سلطان صاحبان سنہ عا
۱۳۴۷ " میاں غلام رسول صاحب سنہ عا
۸۵۰ " میاں ظہور الدین " عہ
۱۳۰۰ " حسین بخش و غلام محی الدین صاحبان سنہ ۱۲ عہ
۱۲۶۵ " محمد حسین " سنہ ۱۲ عا
۱۲۱۱ " چوہدری غلام محمد " سنہ عا
۹۹۲ " بابو سردار احمد " عا
۸۷۹ " بابو مظفر احمد " عا
۱۳۴۵ " خان محمد شریف خان " ۔ سنہ ۱۲ء

۱۹۶۷ جناب شیخ اسماعیل و مولا بخش صاحب ۔ عا سنہ ۱۲ چندہ ممبری ۱۲ عہ

۹- جولائی ۱۲ء

۳۰۸ جناب امام خانصاحب قیمت سنہ ۱۱ عہ

۱۲- جولائی ۱۲

۵۴۱ " مرزا احسن بیگ صاحب عا
۱۵۵۲ " رحیم بخش و شیر محمد قیمت سنہ ۱۳ عا
۹۹۶ " میاں امیر الدین " عہ
۸۲۳ " شاہ سرن " سنہ ۱۲ عہ
۱۰۹۶ " محمد صادق " سنہ ۱۲ ۶- چندہ سنہ ۱۲ عہ ۔
۱۳۳۵ " صوبہ خان " عا
۱۳۳۵ " نواب محمد افضل خان " عا
۶۱۵ " سی سی حسین " سنہ ۱۳ عا
۹۱۱ " راجہ شیر محمد " سنہ عا
۴۸۰ " فیروز علی " سنہ ۱۲ عا
۱۴۱۳ " مستری محمد حسین " سنہ عا
۵۰۶ " منشی دولت خان " سنہ ۱۲ عا
۴۰۸ " چوہدری باغ دین " عا
۱۰۴۷ " میاں رحمت علی " سنہ عا
۹۳۶ " ڈاکٹر محمد ابراہیم خان " سنہ عا
۹۵۰ " بابو قاسم علی " سنہ عا
۱۳۱۸ " قاضی ریاض الحسن " سنہ عا

۹۰۹ جناب مستری محمد الدین صاحب سنہ ۱۲ عا
۵۲۴ " ابو الحمید " سنہ ۱۳ عا
۴۹۹ " منشی نبی بخش " عا
۵۶۱ " مستری علم الدین " سنہ عا
۶۹۳ " نور محمد " سنہ ۱۲ عا
۶۲۹ " شیخ مظفر الدین " سنہ ۱۲ عا

۱۴ جولائی ۱۲

۱۲۲ " گلاب الدین " سنہ ۱۲ عا
۶۹۳ " منشی مولا بخش " سنہ ۱۲ عا
۹۴۱ " شیخ خدا بخش " سنہ ۱۲ عا
۵۲۳ " مولوی غلام اکبر خان " سنہ عا
۸۴۹ " حکیم محمد بخش " سنہ ۱۲ عا
۶۷۳ " میاں زین الدین محمد ابراہیم " سنہ عا
۸۳۷ " سید سردار علیشاہ " سنہ ۱۲ عا
۱۴۶۱ " میاں احمد الدین " سنہ ۱۲ عہ

۱۷ جولائی ۱۲

۱۵۴۶ " میاں عبد اللہ " سنہ عا
۱۹۰ " جلیل احمد " عا
۱۴۴ " محمد عمر " سنہ عا
۳۷۷ " بابو عمر الدین " سنہ عا
۴۷۱ " نواز خان " سنہ عا
۶۷۲ " زین الدین محمد ابراہیم " عا

۱۸- جولائی ۱۲

۱۸؍ جولائی ۱۲ء — ۲۶؍ جولائی ۱۲ء — ۲؍ اگست ۱۲ء

۵؍ جناب سید سعید الدین صاحب ۱۲ ۲ر — ۹۵۲ جناب محمد حسین صاحب ۱۱ ۲ر — ۱۲۳۲ جناب فتح الدین صاحب بقیہ تا ۱۲ ۱ر

۱۲۲۹ چوہدری نواب خان ۱۲ ۲ر — ۹۶۲ میاں سلطان محمد ۱۲ ۲ر — ۱۳۷۹ مولا بخش تا ۱۲ ۱ر

۲۰۱ شیخ جان محمد ۱۲ ۲ر — ۱۱۸۶ علی گوہر ۱۲ ۲ر — ۱۳۸۴ احمد الدین تا ۱۲ ۱ر

۵۲۲ عبد المجید خان ۱۲ ۲ر — ۱۰۲۹ منشی غلام حسین ۱۲ ۲ر — ۱۳۱۸ رحمت اللہ تا ۱۲ ۱ر

۱۴۰۵ سید پیر حسین شاہ ۱۲ ۲ر — ۱۵۵۵ محمد عیسیٰ طالب العلم ۱۲ ۸ر — ۱۳۳۱ صاحبزادہ عبد اللطیف تا ۱۲ ۱ر

۶۱۷ شیخ ظفر حسین ۱۲ ۲ر — ۲۷؍ جولائی ۱۲ء — ۱۲۳۰ صفدر خان تا ۱۲ ۱ر

۱۵۵۴ منشی اللہ رکھا ۱۲ ۱ر — معرفت ڈاکخانہ قادیان ۲ر — ۱۴۲۷ بابو عبد الرحیم تا ۱۲ ۱ر

۵۸۶ سید محمد شاہ ۱۲ ۲ر — ۲۹؍ جولائی ۱۲ء — ۱۱۶۷ بابو دین محمد چندہ ممبری ۱۲ ۱ر

۵۶۷ مولوی محمد موسیٰ ۱۲ ۱ر — ۵۶۲ جناب بابو محمد عبد اللہ صاحب ۱۲ ۲ر — ۱۵۵۸ منشی محمد صادق علی ۱ر

۱۵۵۱ الہ داد ۱۲ ۱ر — ۱۳۳۲ محمد سلطان ۱۲ ۱ر — ۸۶۴ بابو آغا محمد ۲ر

۱۵۵۳ بابو چاند خان ۱۲ ۱ر — ۳۰؍ جولائی ۱۲ء — ۵۵۹ منشی محمد اشرف خان ۱۲ ۱ر

۹۵۱ راجہ شیر محمد ۱۲ ۲ر — ۴۳۸ میاں محمد اسمٰعیل ۱۲ ۲ر — ۵۰۶ مولوی عالم دین ۲ر

۴۶۲ میاں عبد الحمید ۱۲ ۲ر — ۲؍ اگست ۱۲ء — ۵۸۶ علی شیر ۱ر

۱۴۹۶ رحمت اللہ ۱۲ ۱ر — ۱۵۵۶ جناب عبد الحمید صاحب ۱ر — ۳۴۸ سردار امام بخش ۱ر

۲۲؍ جولائی ۱۲ء — ۳؍ اگست ۱۲ء — ۷؍ اگست ۱۲ء

۱۲۱۹ محمد سعید اللہ ۱۲ ۱ر — ۱۳۸۷ محمد شفیع ۱۲ ۱ر — ۹۳۱ مستری مہر اللہ ۱ر

۱۴۲ سید طفیل حسین ۱۲ ۲ر — ۱۳۷۰ حکیم فیض احمد — ۱۵۶۱ چوہدری غلام احمد خان ۱۲ ۱ر

۷۵۹ حاجی محمد صدیق ۱۲ ۲ر — ۵؍ اگست ۱۲ء — ۸؍ اگست ۱۲ء

۲۳؍ جولائی ۱۲ء — ۱۰۷۹ ماسٹر محمد الدین ۱۲ — ۱۳۷۴ غلام رسول تا ۱۲ ۱ر

۶۲۱ بابو نذیر خان ۱۲ — ۵۲۶ پیر برکت علی — ۱۳۵۸ اللہ دتہ ۱ر

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے۔ برمن کی بنائی ہوئی مجرب دوائیں جو ۲۹ برس سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں؟

آزمائش کے لئے ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی دوائیں

ایک ہی بکس میں چھ مشہور دوائیں



ڈاکٹر برمن کی دوائیوں کے لئے اکثر اس مضمون کے خط آیا کرتے ہیں کہ آزمائش کے لیئے تھوڑی دوا بھیجیے بعد فائدہ پانے کے زیادہ دوا منگوائینگے۔ صرف معمولی سمجھ کی ہی آدمی نہیں بلکہ ڈاکٹر وید بھی ایسا ہی چاہتے ہیں۔ اور ایسا ہونا لازمی بھی ہے۔ اسلیئے ڈاکٹر برمن نے اپنی بنائی ہوئی دواؤں میں چھ دواؤں کا ایک بکس نمونہ کا بنایا ہے اس میں مندرجہ ذیل دوائیں پیٹنٹ شیشوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں۔ جنکے ساتھ انکے حالات کے چھپی ہوئی کتاب اور استعمال ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر باریوں کے لیئے یہ انمول ہے۔ تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے خواہ دوسرونکی تھوڑی ہی میں بہت بہتری ہو سکتی ہے۔

دواؤنکا نام

عرق کافور ہیضہ و گرمی کے دست کی ایک ہی دوا ہے۔ دمہ کی دوا۔ فوراً دم کو دبا دیتی کولا ٹانک۔ ہر ایک کیلیئے طاقت بڑھانیکی دوا مقوی باہ کی گولیاں جیسا نام ویسا فائدہ جلاب کی گولیاں آسانی سے پیٹ صاف کرتی ہیں۔ عرق پودینہ بسبز۔ درد شکم و ریاحی درد کی دوا۔ قیمت فی بکس عہ ایک روپیہ آٹھ آنہ محصولڈاک ۴ر

[illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ